عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

صفر المظفر ۱۴۲۱ھ
مئی ۲۰۰۰ء

شمارہ ۲ ◇ جلد ۳۷/۴

یوسف کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خدوخال

میں بھی ایک احمدی تھا

جناب پرویز مشرف کے نام کھلا خط (اداریہ)

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا لاہور

ملفوظات و ارشادات مجاہد ملت حضرت جالندھری

آہ! حضرت اقدس مولانا عبدالحئی بہلوی

قادیانیوں کیخلاف لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ کا مکمل اردو متن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

بیاد
مجاہد ختم نبوۃ
حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر
حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینیجر
رانا محمد طفیل جاوید

مینیجر
قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 2 جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد...

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا مفتی محمد جمیل خان

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان

مولانا محمد نذر عثمانی

مولانا فقیر اللہ اختر

مولانا قاضی احسان احمد

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا بشیر احمد

حافظ محمد یوسف عثمانی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا احمد بخش

مولانا غلام حسین

چوہدری محمد اقبال

مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان

Ph.: 061-514122 Fax: 061-542277

ناشر صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

جناب پرویز مشرف کی توجہ کے لئے!	اداریہ	3
صوفی احمد بخش چشتی کا انتقال	ادارہ	5
حافظ محمد طیب کا وصال	ادارہ	6
ارشادات حضرت جالندھریؒ	سید شمشاد حسین	8
حضرت مولانا عبدالحی بہلویؒ	مولانا محمد عابد	13
پند و نصیحت میں اعتدال پسندی	سید شمشاد حسین	17
بسلسلہ میں بھی ایک احمدی تھا	پروفیسر منور احمد ملک	19
یوسف کذاب جھوٹا مدعی نبوت	ڈاکٹر محمد اسلم کراچی	28
فیصلہ لاہور ہائی کورٹ بہاول پور بینچ	رانا رضوان احمد ایڈووکیٹ	40
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	60
تبصرہ کتب	ادارہ	63
دینی معلومات	مولانا محمد طیب	64

ادارتیہ

جناب پرویز مشرف کی توجہ کیلئے !!

قانون تحفظ ناموس رسالت کے طریقہ کار میں تبدیلی

رک جائیے......ورنہ......!

اسلام آباد میں 21 اپریل کو تحفظ حقوق انسانی کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں چیف ایگزیکٹو آف پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف نے خطاب کرتے ہوئے منجملہ دیگر ارشادات کے یہ بھی اعلان فرمایا کہ :

" آئندہ توہین رسالت کیس ڈی سی کی انکوائری و منظوری کے بعد درج ہوگا۔"

اس سے اگلے روز برطانوی پارلیمنٹ کی ہیومن رائٹس کمیشن کے وائس چیئرمین لارڈ ایرک یبری نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ (24 اپریل 2000ء روزنامہ جنگ لاہور)

پاکستانی مسیحی حلقوں نے اسے ایسٹر کا تحفہ قرار دیا۔ اور حکومت کے اس اقدام پر خوشی کا اظہار کیا۔ نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے۔ تاہم اپنا ایمانی و مذہبی فریضہ سمجھ کر جناب پرویز مشرف سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ :

(1)------آقائے نامدار ﷺ اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام کی عزت و توقیر دین اسلام کا وہ بنیادی تصور ہے جس سے صرف نظر کرنا "خالصتاً کفر ہے"

کوئی شخص کسی بھی نبی کی توہین کا ارتکاب کرے ایسے شخص کو رعایت دینا انسانیت کی تذلیل ہے۔ جن نفوس قدسیہ کے صدقے انسانیت کو شرف و مجد نصیب ہوا ان کی توہین کرنے والا قطعاً کسی رعایت کا مستحق نہیں۔ وہ انسانیت کے روپ میں درندہ ہے۔ جو اپنی دریدہ دہنی سے فتنہ و فساد پھیلانا چاہتا ہے۔ اسے قانون کے سپرد کرنا ہی انصاف کا تقاضا ہے۔

(2)------ہمارے ملک میں گذشتہ دو دہائیوں سے امریکی سامراج کی انگیخت پر بعض انسان نما درندے اس فعل قبیح کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ حکومت کو قانون سازی کرنی پڑی۔ جس کی عدالتوں نے بھی توثیق کی۔ پھر سوچے سمجھے منصوبہ سے بعض اوباشوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔ این جی اوز

نے مغربی لابیوں سے بھتہ وچارہ وصول کرنے کے لئے ان خنزیر صفت درندوں کی وکالت کی۔ ان کو بیرون ملک منتقل کیا گیا۔ جن حکومتوں نے یہ کیا آج وہ (بے نظیر بھٹو) خود بیرون ملک بے بسی و بے کسی کی تصویر بنے ہوئے خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ بے نظیر بھٹو' میاں نواز شریف اس قانون میں تبدیلی کے لئے مناسب موقعہ کی تلاش میں تھے۔ لیکن ان سے جو کام نہ ہو سکا وہ جناب پرویز مشرف سے کرالیا گیا۔

(3)------جناب پرویز مشرف صاحب کی کابینہ میں این جی اوز کے نمائندے موجود ہیں۔ عمر اصغر خان کی این جی او سنگی' جاوید جبار کی این جی او' بانہہ بیلی اور حقوق انسانی کی نفس ناطقہ بیگم عطیہ عنایت اللہ سے کون سا پاکستانی بے خبر ہوگا۔ یہ سب این جی اوز کے نام پر بیرون ملک اسلام دشمن لابیوں کے آب ودانہ پر پلنے والے ہیں۔ جو جناب پرویز مشرف کے گرد گھیرا تنگ کر کے محض مغربی آقاؤں کو راضی کرنے کے لئے آقائے نامدار ﷺ کی ذات اقدس سے لڑائی مول لے رہے ہیں۔ اے کاش! یہ اپنے سے پہلوؤں کے حشر سے کوئی سبق حاصل کرتے۔

(4)------جو شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرے اس کے خلاف ڈی سی صاحب کو درخواست دی جائے۔ وہ انکوائری کرائیں پھر ایف آئی آر درج ہو۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا قانون جس کی سزا صرف سزا موت ہو اس کی ایف آئی آر درج کرانے کے لئے ڈی سی کی انکوائری شرط ہے؟۔ دنیا میں اس کی کوئی ایک مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر نہیں اور ہر گز نہیں تو پھر آپ ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کے لئے یہ رعایت کیوں؟ کیا یہ عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟

(5)------اگر ڈی سی صاحب نے انکوائری کرائی ہے' جرم ثابت ہونے پر کیس درج ہوگا تو پھر عدلیہ کا کیا کردار باقی رہ جاتا ہے۔ تمام کیسوں کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ عدالت کرے۔ مگر توہین رسالت کیس کے صحیح یا غلط ہونے کی انکوائری وفیصلہ ڈی سی صاحب کریں اس قانون سے یہ دوہرا معیار کیوں؟

(6)------ایک وقوعہ ایک گاؤں میں ہوا۔ اب اس ملزم کو توہین رسالت کا مرتکب پا کر لوگ قبلہ ڈی سی صاحب کے پاس آئیں۔ ان سے ملاقات کا جوئے شیر حاصل ہو پھر یہ انکوائری کے لئے تاریخ مقرر کریں۔ گواہیاں ہوں' ملزم ومدعی گاؤں میں ہی دو فریق بن کر ایک دوسرے کے سامنے ان الفاظ یا

وقوعہ پر شہادتیں دیں اس سے اشتعال پھیلے گا یا کم ہوگا۔ اس عقل و دانش کے "بادشاہوں" سے کوئی پوچھے کہ مسئلہ کو حل کیا جارہا ہے یا مزید اسے پیچیدہ کر کے موقعہ پر نئی روایت قائم کرنے کا موقعہ فراہم کیا جارہا ہے۔ خود ملزم کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا رعایت ہوسکتی ہے۔ جو نہی وہ ارتکاب کرے اسے قانون کے سپرد کر کے عوام کے غیظ و غضب سے اسے محفوظ کر دیا جائے۔ جناب پرویز مشرف سوچیں کہ ان کے ایک اعلان نے کتنی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ یہ ملک کی کون سی خدمت ہے۔

(7)------ جناب پرویز مشرف صاحب متذکرہ افراد یہ آپ کے نمائندے نہیں یہ اسلام دشمن لابیوں کے نمائندے ہیں۔ یہ آپ کو مس گائیڈ کر کے ملک عزیز کے اسلامی تشخص کو برباد کر رہے ہیں۔ توہین رسالت کیس کے پروسیجر میں تبدیلی کے بعد جداگانہ طرز انتخاب کی منسوخی' قادیانی تعلیمی اداروں کی واپسی' یہ سب ان کے ایجنڈے پر ہیں۔ وہ آپ سے ایسی غلطیاں کرائیں گے کہ لوگ پہلوؤں کو بھول جائیں گے۔

(8)------ یہ تمام قوانین ایکٹ آف پارلیمنٹ ہیں۔ کیا فرد واحد کو یہ حق حاصل ہے کہ جو چاہے قانون میں تبدیلی کرے۔ قبلہ پرویز مشرف صاحب رک جایئے...... ! جس خطرناک راستہ پر آپ کو لے جایا جارہا ہے یہ راستہ بربادی کا راستہ ہے۔

(9)------ کسی بھی قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے خود آئین میں طریقہ کار موجود ہے۔ جو غلط ایف آئی آر درج کرائے اسے اس کے کئے کی ضرور سزا ملے۔ لیکن قانون کے غلط استعمال کو روکنے کا۔ غلط جو شخص کرے۔ قانون کو ہی بدل دیا جائے۔ یا اسے جان سے مار دیا جائے۔ اس کا کوئی شرعی' اخلاقی و قانونی جواز نہیں۔ اس [illegible] ہیں۔ اعلان واپس لیں۔ غلطی کا اعتراف ہی عظمت کی دلیل ہے۔ کیا ان معروضات پر توجہ دی جائے گی؟۔

صوفی احمد بخش چشتی کا انتقال

پاکستان کے نامور نعت خواں صوفی احمد بخش چشتی 2 اپریل کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے ﴿انا للّٰہ وانا الیہ راجعون﴾ محترم صوفی احمد بخش چشتی ملک عزیز کے نامور نعت خواں تھے۔ قدرت نے ان کا بلا کا گلا دیا تھا۔ وہ لحن داؤدی سے مجمع پر سحر طاری کر دیتے تھے۔ وضع دار و خود دار طبیعت کے مالک تھے۔ دوستی نبھانا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ قدرت نے ان کو

خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ زندگی بھر آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مدح سرائی کرتے رہے۔ کراچی سے خیبر تک ان کی آواز کے جادو نے عوام اہل سنت کو عشق رسالت مآب ﷺ کے جذبہ سے سرشار کیا۔ چند سال ہوئے حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ گذشتہ دس سالوں سے ملھوآنہ موڑ ضلع جھنگ کے قریب رہائش اختیار کی۔ یہیں مسجد و مدرسہ قائم کیا۔ ملک بھر میں آپ کا ایک حلقہ احباب تھا۔ اپنے بیٹوں میں سے دو کو قرآن مجید کا حافظ و قاری بنایا۔ ایک کو نعت گوئی کے فریضہ سے آشنا کیا۔ غرض مختلف جہتوں سے دین کی خدمت کے طریقوں پر زندگی بھر قائم رہے۔ پہلے دوبار معمولی سا دل کا دورہ ہوا۔ مگر اس آخری دورہ نے جند و جان کا رشتہ منقطع کر دیا۔ ہزاروں رفقاء کو سوگوار چھوڑ کر آخرت کو سدھار گئے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ ان کے درجات کو بلند فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت کے مستحق ہوں۔ پسماندگان کو صبر و جمیل نصیب ہو۔ ”حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ محمد طیب کا وصال

خدام اہل سنت پاکستان کے رہنما اور ماہنامہ حق چاریار لاہور کے ایڈیٹر مولانا حافظ حکیم محمد طیب صاحبؒ انتقال فرما گئے۔ مرحوم جامعہ اشرفیہ کے سند یافتہ عالم دین تھے۔ لاہور اچھرہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ امام اہل سنت حضرت قبلہ قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کے دست راست تھے۔ قدرت نے آپ کی ذات سے بہت ہی خیر و برکت وابستہ کر رکھی تھی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی کو صدمہ

جمعیت علماء اسلام کے رہنما شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی کے برادر اصغر گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اسلام کے شیدائی اور علماء کے قدردان تھے۔

حضرت مولانا عبدالخبیر ہزاروی کو صدمہ

حضرت مولانا عبدالخبیر ہزاروی خطیب جامع مسجد گولارچی کے گذشتہ دنوں والد مرحوم کا انتقال ہوا۔ اب ان کی خوشدامن کا سانحہ ارتحال پیش آگیا۔ اس طرح گولارچی مجلس کے امیر مولانا حکیم محمد عاشق صاحب کے سسر کا بھی پچھلے دنوں انتقال ہو گیا ہے۔

مولانا سعید احمد کا انتقال

بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم چک نمبر 55/12L رڑی کی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا سعید احمد صاحب انتقال فرماگئے۔ مولانا مرحوم قادیانیت کے مسئلہ پر بڑے حساس طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ مرزائیت کے مسئلہ پر تعاون فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام فوت ہونے والے حضرات کی مغفرت فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر و جمیل نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک تمام مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

*

حب گوہر و معجون مقوی خاص

عرصہ چالیس سال سے آزمودہ

اعصابی و جسمانی کمزوری کا شافی علاج
قیمتی اجزا' کستوری' عنبر' زعفران' سونا
اور دیگر قیمتی جڑی بوٹیوں کا مرکب

30 یوم کا کورس بمعہ خرچہ پارسل
=/465 روپے
قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔

ہر قسم کے طبی مشورہ کے لئے تفصیلاً حالات بمعہ جوابی خط ارسال کریں۔ نیز ایسے اصحاب جو اپنی کمزوری کے سبب مایوس ہوں وہ ہم سے رابطہ کریں۔ زنانہ و مردانہ امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔

پتہ: حکیم رشید احمد موری گیٹ قصور پاکستان

ملفوظات وارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقاریر کو تسلسل سے شائع کرنے پر ادارہ لولاک اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہے۔ قارئین لولاک نے اس مفید سلسلہ کو جس طرح پسند کیا۔ وہ ہمارے لئے باعث اطمینان امر ہے۔ حضرت جالندھریؒ کی مجالس و تقاریر کے مختلف حصے حضرت سید شمشاد حسین شاہ صاحب اپنی یاداشت سے کاپی پر نوٹ کرتے رہے۔ اب انہوں نے ترتیب لگا کر شائع کرنے کی غرض سے ہماری استدعا پر ہمیں بھجوادیئے ہیں۔ اس شمارہ سے یہ مبارک سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ادارہ لولاک کو اپنے اکابرین کے تبرکات کو قارئین تک پہنچانے کی توفیق بیش از بیش نصیب فرمائے۔ آمین!

(ادارہ لولاک)

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مجاہد ختم نبوت' عاشق رسول' مخلص ترین ہستی' یادگار سلف' دین کے سچے ہمدرد' اسلام کے شیدائی' سادگی کا نمونہ' سیاست کے بادشاہ' ذہین فطین' علماء کی روح رواں اور فن تقریر میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی وفات پر حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے کتنا صحیح تبصرہ کیا تھا کہ لوگ کہتے ہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بڑے خطیب تھے مگر میں کہتا ہوں کہ مولانا جالندھریؒ بڑے خطیب تھے۔ شاہ جی قرآن پڑھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ اب نازل ہورہا ہے۔ شعر پڑھتے تو پوری محفل میں جان پڑ جاتی۔ بات کرتے تو دل چاہتا کہ باتیں ہی کرتے رہیں۔ مگر مولانا جالندھریؒ قرآن بھی بالکل سادہ پڑھتے تھے پوری تقریر میں ایک بھی شعر نہیں ہوتا تھا پھر بھی لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع تین تین چار چار گھنٹے مبہوت ہو کر ان کی باتیں سنتا رہتا۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ پورے مجمع میں سے

ایک بھی آدمی اٹھ کر نہ جاتا اور جب تقریر ختم ہونے لگتی تو ہر فرد کی یہ خواہش ہوتی کہ کاش ابھی تقریر ختم نہ ہوتی۔

سرگودھا میں حضرت جالندھریؒ اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی بلاک نمبر ایک کی جامع مسجد میں اور کبھی گول چوک کی جامع مسجد میں۔ اس کے علاوہ کچہری بازار اور جناح باغ میں بھی کئی بار سیاسی جلسوں میں آپ کی تقاریر ہوئیں۔

تقریر اردو اور پنجابی میں ملی جلی کرتے۔ مثالیں ایسی برموقع اور برمحل ہوتیں کہ مزہ آجاتا۔ ان کی تقریر سے ایک دیہاتی بھی اتنا ہی متاثر ہوتا جتنا کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ۔ اب چند مثالیں:

(1)------ فرمایا تقسیم ہندوستان کے احراری بھی خلاف تھے اور مرزائی بھی خلاف تھے مگر دونوں کی مخالفت میں فرق ہے۔ ہمارا اختلاف سیاسی تھا جبکہ مرزائیوں کا اختلاف مذہبی تھا۔ سیاسی اختلاف میں غلطی کا امکان ہے اور سیاست میں اختلاف رائے ہر سیاست دان کا حق ہے۔ جبکہ مذہبی اختلاف بنیادی ہوتا ہے جو ختم نہیں ہو سکتا۔ ہمارے لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رائے تھی کہ ملک اکٹھا رہے تو بہتر ہے مگر پاکستان بننے کے بعد شاہ جیؒ نے فرمایا کہ اب جبکہ پاکستان بن چکا ہے اب اس کی حفاظت کرنا ہمارا ایمان ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ایک مثال سے بات کو سمجھاتا ہوں۔ ایک بابا کے سات بیٹے تھے۔ کسی بچے کی شادی میں بچوں اور باپ کا اختلاف ہو گیا۔ بچے اور ان کی ماں ایک طرف تھے جبکہ بابا اکیلا ایک طرف۔ بیٹوں نے بابا کی مرضی کے خلاف اپنے بھائی کی شادی کر دی اور دلہن کو گھر لے آئے۔ اب اگر خدانخواستہ کوئی شخص غلط نظر سے اس دلہن کو دیکھے گا تو کیا بابا اس وجہ سے خاموش رہے گا کہ مجھے کیا یہ کونسی میری مرضی سے آئی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ بابا اٹھے گا اور اس آنکھ کو پھوڑ دے گا جو آنکھ اس کی بہو کی طرف غلط اٹھی کیونکہ اب یہ دلہن اس بابا کی غیرت ہے۔ اسی طرح پاکستان اب ہماری غیرت ہے اگر کوئی آنکھ پاکستان کے خلاف اٹھے گی تو ہم اسے پھوڑ دیں گے۔ کوئی ہاتھ اگر پاکستان کے خلاف اٹھے گا تو اسے توڑ دیں گے۔ جو بھی اختلاف تھا پاکستان بننے سے پہلے تھا اب کوئی اختلاف نہیں سب اختلافات ختم۔ جبکہ مرزائیوں کی بات دوسری ہے ان کے کسی لیڈر نے نہیں بلکہ ان کے نام نہاد خلیفہ نے کہا تھا کہ اول تو ہم پاکستان بننے نہ دیں گے اور اگر بن گیا تو اسے رہنے نہیں دیں گے۔ تو گویا یہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے۔ بس یہی فرق ہے احراریوں اور مرزائیوں کے اختلاف میں۔ چنانچہ جب پاکستان بن رہا تھا اور مسلمانوں کی تعداد کی اکثریت کی بنا پر

اضلاع کی تقسیم ہو رہی تھی اس وقت صورت حال یہ تھی کہ تمام اضلاع میں یا تو مسلمان اتنی تعداد میں تھے کہ وہ کسی کی مدد کے بغیر اکثریت میں تھے۔ یا اتنی کم تعداد میں تھے کہ اگر اس ضلع میں کوئی مدد بھی کرے تو پھر بھی تعداد کم ہی رہتی تھی۔ صرف گورداسپور ایک ضلع ایسا تھا جس میں اگر مرزائی ہمارا ساتھ دیتے ہیں تو وہ ضلع پاکستان میں شامل ہوتا ہے اور اگر مرزائی مخالفت کرتے ہیں تو وہ انڈیا میں رہتا تھا۔ انگریز نے ریڈیو پر پہلی مرتبہ جو تقسیم کا نقشہ بتایا اور اعلان کیا اس میں گورداسپور کو پاکستان میں شامل کیا گیا تھا۔ مگر تین دن بعد تحریری طور پر اور حتمی طور پر جب تقسیم ہوئی تو اس میں گورداسپور انڈیا کے ساتھ تھا۔ دراصل ان تین دنوں میں ہی مرزائیوں نے کانگریس اور انگریز سے مل کر یہ کوشش کی اور ان کو باور کرادیا کہ ہم پاکستان کے ساتھ نہیں بلکہ انڈیا کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اسی لئے نہرو یہ کہا کرتا تھا کہ مرزائیوں کو جو ہمدردی ہندوستان سے ہو سکتی ہے وہ پاکستان سے کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے مسلمانوں کو مدینہ منورہ سے ہمدردی اور عقیدت ہے اسی طرح مرزائیوں کو پوری ہمدردی اور عقیدت قادیان کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ یہ تو پاکستان بنتے وقت مخالفت کی گئی پاکستان بننے کے بعد کشمیر کے محاذ پر سب سے پہلی سازش ایک مرزائی فوجی افسر نے کی۔ کسی طرح یہ خبر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تک پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے وہ تحریری ثبوت دے کر مجھے اور مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو وزیراعظم پاکستان خان لیاقت علی خان کے پاس بھیجا۔ ہم لوگ دارالحکومت پہنچے اور وزیراعظم کے آفس میں ہم نے ملاقات کے لئے چٹ بھیجی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہمیں اندر بلالیا گیا۔ ہم دونوں لیاقت علی خان کے سامنے والی کرسیوں کے اوپر بیٹھے اور سلام دعا کے بعد ہم نے وہ تحریری ثبوت اور شاہ جیؒ کا پیغام ان تک پہنچایا۔ لیاقت علی خان نے بلب کی زنجیر کو نیچے کھینچا۔ یہ بلب نیچے آگیا۔ روشنی میں وزیراعظم نے وہ تحریری ثبوت دیکھا اور خواہش ظاہر کی کہ کیا اس کی فوٹو کاپی آپ مجھے دے سکتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم تو اصل ہی آپ کو دینے آئے ہیں۔ لیاقت علی خان بہت خوش ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔ اس طرح فارغ ہو کر ہم واپس آگئے۔ دو تین دن کے اندر ہی وزیراعظم نے اس کا نوٹس لیا اور اس متعلقہ افسر کو قرار واقعی سزا دی گئی۔

اسی طرح 1965ء کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جنگ کے دوران پورے ملک نے بلیک آؤٹ کرنے میں حکومت کا ساتھ دیا۔ مگر صرف ربوہ (موجودہ چناب نگر) ایسا شہر تھا جس نے

تعاون نہ کیا بلکہ حملہ کے موقع پر دشمن کے جہازوں کو ربوہ سے اشارہ دیا گیا۔ حکومت کو جب اس کا علم ہوا تو ربوہ کی بجلی کاٹ دی گئی۔ اس طرح مرزائیوں نے اپنے خلیفہ کے فرمان پر پاکستان بنتے وقت اور پاکستان بننے کے بعد ہر موقع پر پاکستان کی مخالفت کی۔

(2)------ الیکشن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ووٹ دینا آپ کا حق ہے۔ یہ آپ کے پاس ایک امانت ہے جسے آپ چاہیں ووٹ دیں بس میری گزارش تو اتنی ہے کہ مرزائی کو کبھی ووٹ نہ دیں کیونکہ یہ کبھی ہمارے نہیں ہو سکتے۔

(3)------ مولانا نے فرمایا کہ جالندھر میں ایک ہوٹل تھا جس پر یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ تازہ روٹی آنہ کی دو۔ باسی روٹی آنہ کی ایک اور دال فری۔ میرے والد صاحب کا جالندھر میں اکثر جانا ہوتا تھا وہ یہ اعلان سن کر حیران ہوتے۔ ایک دن دل میں خیال آیا کہ آج ہوٹل والے سے اس کی حقیقت معلوم کر کے ہی آؤں گا۔

چنانچہ آپ ہوٹل پر گئے اور ہوٹل والے سے اس اعلان کی حقیقت دریافت کی۔ ہوٹل والے نے کہا کہ بزرگو! آپ کو تازہ روٹی کھانی ہے تو وہ حاضر ہے' باسی کھانی ہے تو وہ بھی حاضر ہے۔ جونسی آپ کا دل چاہے کھا سکتے ہیں۔ اگر پیسے نہ ہوں تو مفت میں کھالیں مگر میں اس اعلان کی حقیقت نہیں بتلاؤں گا۔ پھر والد صاحب کو اور بھی حیرت ہوئی اور فرمایا کہ بھائی میں تو آج گھر سے صرف اس کام سے آیا ہوں۔ مجھے تو آج یہ پوچھ کر ہی جانا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے جالندھر میں کوئی کام نہیں۔ ہوٹل والے نے صاف انکار کر دیا۔ والد صاحب ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں جا کر نماز پڑھی اور پھر وہیں آکر بیٹھ گئے۔ عصر کی نماز پڑھ کر آئے اور وہیں آکر بیٹھ گئے۔ جب شام ہونے لگی تو ہوٹل والے نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ آپ یہ پوچھے بغیر نہیں جائیں گے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ ہاں بالکل میں جانے والا نہیں ہوں۔ یہ تو میں پوچھ کر ہی جاؤں گا۔ خواہ مجھے کتنی دیر ہی کیوں نہ بیٹھنا پڑے۔ ہوٹل والے نے کہا کہ میرا اپنا خیال اور ایمان یہ ہے کہ جو وقت حضور ﷺ کے زمانہ کے قریب ہے وہ بعد میں آنے والے وقت کی نسبت زیادہ برکت والا ہے۔ چنانچہ کل جو گزر گئی ہے وہ آج سے زیادہ بابرکت تھی۔ اسی لئے کل کی پکی ہوئی روٹی جسے ہم باسی کہتے ہیں وہ آج کی تازہ روٹی سے زیادہ برکت والی ہے۔ زیادہ برکت والی چیز مہنگی ملے گی اور کم برکت والی چیز سستی ملے گی۔ حضرت والد صاحب اس ہوٹل والے کی بات سن

کر بے حد خوش ہوئے کہ کتنا اچھا خیال ہے اس عام دکاندار کا۔

(4)------ مولانا نے فرمایا کہ اورنگزیب عالمگیر کے دربار میں ایک بہروپیہ حاضر ہوا اور معمول کے مطابق کوئی بہروپ بھر کر گیا۔ مگر بادشاہ نے اس کو پہچان لیا کہ یہ بہروپیا ہے۔ چنانچہ جب بہروپیئے نے سلام عرض کر کے کچھ مانگنا چاہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے بیت المال میں بہروپیوں کے لئے کوئی مد نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ تو اپنے فن میں بھی پختہ نہیں۔ اگر ہم تم کو پہچان نہ سکتے تو پھر شاید اپنی جیب سے ایک آدھ روپیہ تم کو دے دیتے مگر اب تم اس کے بھی حق دار نہیں۔ بہروپیہ خاموشی کے ساتھ اٹھ کر چلا گیا۔ بادشاہ کا معمول یہ تھا کہ جب وہ سفر پر روانہ ہوتے تو لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے۔ وزراء اور امراء بھی ساتھ ہوتے۔ پیدل کا سفر ہوتا تھا یعنی اونٹ' گھوڑے' ہاتھیوں پر۔ چند میل سفر کرنے کے بعد کسی شہر یا گاؤں کے قریب پڑاؤ ہوتا۔ رات کو وہاں آرام کر کے اگلے روز پھر سفر جاری کیا جاتا تھا۔ اس دوران اگر کسی شہر یا گاؤں میں کسی بڑے عالم یا اللہ والے کا پتہ چلتا تو بادشاہ ان کی خدمت میں خود حاضر ہوتا اور فیض حاصل کرتا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نے لاہور کے سفر کا ارادہ کیا اور تیاریاں ہونے لگیں۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جن دنوں لاہور کی شاہی مسجد زیر تعمیر تھی۔ حسب معمول بادشاہ ایک گاؤں کے قریب مع لاؤ لشکر کے قیام پذیر ہوا اور اس علاقہ میں کسی عالم یا بزرگ کا پوچھا۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے بتلایا کہ پہلے تو یہاں پر کوئی ایسا قابل ذکر بزرگ موجود نہ تھا مگر اب تقریباً ڈیڑھ دو ماہ قبل ایک بزرگ اس علاقہ میں تشریف لائے ہیں۔ جنگل کی ایک کٹیا میں رہتے ہیں۔ بے طمع اور بے غرض بزرگ ہیں۔ چنانچہ بادشاہ ان کی زیارت کے لئے روانہ ہوا اور بزرگ کی خدمت میں پیش ہوکر مودبانہ سلام عرض کیا اور دوزانو ہوکر بزرگ کے سامنے بیٹھے۔ چند باتیں ہوئیں۔ بادشاہ نے دعا کے لئے عرض کیا' بزرگ نے دعا دی۔ بادشاہ نے اپنے وزیر کو اشارہ کیا کہ بزرگ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ وزیر نے شاہی لباس کا ایک جوڑا اشرفیوں کی ایک تھیلی ان کی خدمت میں پیش کی جسے بزرگ نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ لینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ اس دنیا کو تو ہم چھوڑ کر اس جنگل میں آبیٹھے ہیں تم ہمیں دوبارہ اسی میں پھنسانا چاہتے ہو۔ بادشاہ بے حد متاثر ہوا اور معذرت چاہی۔

اس بزرگ نے اپنے چہرہ سے کمبل ہٹایا اور بہروپیوں والا سلام عرض کیا۔ بادشاہ نے بہروپیے کو پہچان لیا اور بہت حیران ہوا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں حیران اس بات پر نہیں کہ میں نے تمہیں پہچانا نہیں بلکہ

بقیہ صفحہ نمبر 18 پر

یادِ رفتگان

حضرت اقدس مولانا عبدالحی بہلویؒ

مولانا محمد عابد صاحب

20 شوال المکرم 1420ھ مطابق 28 جنوری 2000ء بروز جمعۃ المبارک سوا گیارہ بجے میرے مرشد ابن مرشد حضرت اقدس مولانا عبدالحی بہلویؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے: " انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ان للہ تعالیٰ ما اخذ وله ما اعطی وکل شئی عنده باجل مسمی "

بے شک یہ دنیا فانی ہے۔ اس جہاں میں جو بھی آیا جانے کے لئے آیا مگر بعض لوگوں کی زندگی ہزاروں کے لئے حیات جاودانی کا سبب ہوتی ہے۔ ان کے دامن عاطفت کو خلق کثیر اپنے لئے رحمت اور برکت سمجھتی ہے۔ ایسے لوگ جب رخصت ہوتے ہیں تو ایک عالم ویران ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحیؒ کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔

آپ 1932ء میں اپنے آبائی گاؤں بہلی شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت والد گرامی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے دامن میں ہوئی۔ پھر قریب دوسری بستی پونٹہ میں بڑی کتابوں کے لئے استاذ الکل حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت پونٹوی مرحوم نے بھی خاص شفقت فرمائی کچھ کتابیں حضرت مولانا محمد امیرؒ سے "جھوک ونیس" میں پڑھیں۔ اسی طرح خوشحال نزد کبیر والہ میں حضرت مولانا علی محمد صاحب مرحوم سے بھی پڑھا۔ دورہ حدیث کی تمام کتب علوم خانپور میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے پاس پڑھیں۔

جب آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو والد گرامی نے مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد میں آپ کو مدرس مقرر کیا۔ آپ نے کتابوں کی تدریس شروع فرما دی۔ تصوف وسلوک کی لائن میں تو والد مرحوم کی ہدایت کے مطابق پہلے سے گامزن تھے۔ اب مزید اس سلسلہ میں مجاہدات وریاضتوں کا دور شروع ہوا۔ اسی کے ساتھ اپنے والد گرامی کے پاس آنے والے سالکین کی خدمت کا شرف بھی حاصل کرتے رہے۔ اس طرح اللہ پاک نے اپنے فضل سے شریعت وطریقت کی جامعیت کے چشمہ صافی سے آپ کو خوب سیراب کیا۔ چنانچہ والد مرحوم نے خلافت واجازت سے بھی نوازا۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ ہمیشہ شعبان ور مضان المبارک میں دورہ تفسیر پڑھاتے تھے۔ والد گرامی نے رفتہ رفتہ سارا دورہ تفسیر آپ کے سپرد کردیا۔ چنانچہ آپ نے والد مرحوم کی زندگی میں دوبار مکمل دورہ تفسیر پڑھایا۔ 1398ھ میں بہلویؒ کے وصال کے بعد آپ اس قافلہ حق کے ''حدی خواں'' بن گئے جو آپ کے والد ماجد کی محنتوں سے وجود میں آیا تھا۔ اپنے والد مرحوم کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے آپ مسلسل کوشاں رہے۔ اپنے والد مرحوم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ کے سفر میں آپ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے بھی حضرت بہلویؒ کی نسبت سے خصوصی شفقت فرمائی۔ دعاو توجہ سے نوازا اور خلافت واجازت بخشی جس نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ آپ ہمیشہ اپنے والد گرامی کے علاوہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا تذکرہ بھی بڑے اونچے الفاظ میں فرماتے۔

حسب معمول شعبان ور مضان المبارک میں دورہ تفسیر کے سلسلہ کو عوارض جسمانی کے باوجود قائم رکھا۔ پہلے اشرف العلوم شجاع آباد میں۔ پھر احباب کے اصرار پر ڈیرہ اسماعیل خان' جھنگ' جامعہ قاسم العلوم ملتان اور جامعہ بہلویہ شجاع آباد میں یہ خدمت آپ نے سرانجام دی۔ جس سے سینکڑوں لوگ مستفید ہوئے۔ اسی طرح اہل علاقہ بھی فیض یاب ہوتے۔ وفات سے 3 سال قبل جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو مجبوراً یہ سلسلہ چھوڑنا پڑا۔ جس کا آپ کو بے حد قلق تھا۔

تصوف وسلوک کی لائن میں آپ کے پاس طالبین کا ایک سلسلہ جاری رہتا۔ جس میں عوام کے علاوہ علماء' طلباء کی بھی ایک اچھی تعداد ہوتی۔ مہینہ میں پہلے دس یوم اور پھر پندرہ یوم اس سلسلہ میں آپ بیرونی سفر فرماتے۔ جس سے خلق کثیر میں اپنی اصلاح کا شوق پیدا ہوا۔ سینکڑوں لوگ ذاکر بن گئے۔ آپ نے تقریباً پچاس حضرات کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا جن میں ایک تعداد علماء کرام کی بھی ہے۔

اللہ پاک نے حضرت مولانا عبدالحیؒ کو بہت سی اعلیٰ صفات سے نوازا ہوا تھا جن میں عقیدہ توحید میں پختگی' احترام شریعت' اتباع سنت کی ترغیب' تواضع وسادگی' شفقت علی الخلق' صبر وتحمل' علماء وطلباء کا اکرام واحترام' احباب کرام کی دلجوئی' اپنے اکابر علماء دیوبند سے انس' شریعت وطریقت کی جامعیت' تصوف وسلوک کی اہمیت' مدارس عربیہ کی قدردانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ زائرین ان صفات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔ اپنے والد کریمین کی خدمت وادب جس انداز میں آپ نے کی اس کی نظیر مشکل ہی ملے گی۔

راقم الحروف کو خوب یاد ہے کہ آج سے غالباً 31 سال قبل آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے دن فرمایا

الحمد للہ ساری زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میری والدہ نے مجھے کوئی بات فرمائی ہو اور میں نے انکار کیا ہو۔ اسی طرح اپنے والد مرحوم کی خدمت بھی اخیر حیات تک پوری مستعدی کے ساتھ کرتے رہے۔

علالت ور حلت

آپ کو طویل عرصے سے شوگر کا عارضہ تھا۔ اسی کے ساتھ 3 سال قبل آپ پر بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے بیرونی اسفار کا سلسلہ آپ جاری نہ رکھ سکے۔ اگرچہ کبھی سفر ہو بھی جاتا تھا۔ بہر حال کچھ عرصہ علاج سے قدرے افاقہ ہوا مگر پھر دوسری جانب فالج کا حملہ ہو گیا۔ علاج مسلسل جاری رہا، کبھی طبیعت سنبھل جاتی، کبھی ضعف و نقاہت بڑھ جاتا۔ آپ اکثر گھر سے متصل اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ بھلوبیہ میں دن کو تشریف لاتے اور احباب کرام فیض یاب ہوتے۔ اسی دوران حسب معمول سالانہ اجتماع صوفیاء بھی ہوتا رہا۔ آپ نے جامعہ بھلوبیہ کی ذمہ داری صاحبزادہ مولانا قاری حبیب اللہ ارشد صاحب پر اور خانقاہ کی خدمت جناب صاحبزادہ مولانا محمد عبید اللہ ازہر صاحب کے سپرد کی جس کا باضابطہ اعلان آپ نے خود فرمایا۔ اللہ پاک جزائے خیر نصیب فرماویں آپ کے خادم خاص جناب فیصل خان صاحب کو کہ جنہوں نے بڑی مستعدی سے طویل عرصہ سے اخیر حیات تک مسلسل آپ کی خدمت کی۔ ماشاء اللہ آپ کے تینوں صاحبزادے جناب مولانا محمد عبید اللہ ازہر صاحب، جناب مولانا قاری محمد حبیب اللہ ارشد صاحب، جناب قاری شفیق الرحمن صاحب بھی آپ کی خدمت کرتے رہے۔

1420ھ کے رمضان المبارک کے کچھ روزے بھی آپ نے رکھے مگر عید کے چوتھے دن طبیعت زیادہ علیل ہو گئی۔ مجبوراً نشتر ہسپتال ملتان وارڈ نمبر 7 میں داخل کرایا گیا۔ ڈاکٹر حضرات پوری توجہ سے علاج میں مصروف رہے۔ دوسرے اہل تعلق ڈاکٹر بھی آتے رہے۔ مگر اللہ کی شان کہ طبیعت نہ سنبھل سکی۔ لیکن اس حالت میں بھی تیمم کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ اسی دوران اخبارات میں آپ کی علالت کی خبر شائع ہوئی۔ اہل تعلق نے خاص طور پر مساجد و مدارس میں دعاؤں کا اہتمام شروع کر دیا۔ اکثر اہل تعلق خصوصاً علماء کرام عیادت کے لئے حاضر ہوتے رہتے۔ اس معذوری کی حالت میں بھی آپ اپنے خدام کو آنے والے علماء کرام کا اکرام کرنے کا ارشاد فرماتے رہے۔ اللہ اکبر

16 شوال المکرم کو دورہ ہوا مگر پھر طبیعت قدرے سنبھل گئی جس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے مولانا محمد عبید اللہ صاحب کو متعدد وصیتیں فرمائیں۔ نیز احقر کو فرمایا "خلوت کا اہتمام کیا

کرو۔19 کی شام کو طبیعت خاصی بے چین تھی۔ صاحبزادگان مولانا محمد عبیداللہ صاحب و مولانا محمد حبیب اللہ صاحب کو لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بڑی تاکید کے ساتھ بار بار فرمایا: "شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔" صاحبزادہ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب رونے لگے۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہ ان شاء اللہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ جس پر آپ نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ یہ آپ کی زندگی کی آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد وقفے سے طبیعت پھر ناساز ہوگئی۔ اگلی رات صاحبزادگان نے خصوصاً جاگ کر گزاری۔ دوسرے یوم صبح کو طبیعت زیادہ علیل تھی۔ اسی دوران ڈاکٹروں نے آکسیجن بھی لگادی۔ پونے گیارہ بجے صاحبزادہ مولانا محمد عبیداللہ ازہر صاحب نے احقر کو کمرہ کے اندر بلایا۔ حضرتؒ کی حالت تسلی بخش نہ تھی۔ احقر نے پہلے سورۃ کہف پڑھی اور پھر سورۃ یٰسین پڑھ رہا تھا کہ آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ فوراً آپ کو شجاع آباد لایا گیا۔ عشاء کے بعد آپ کو غسل دیا گیا۔ راقم الحروف کے ساتھ جناب سلیم بدید صاحب کے علاوہ جناب فیصل خان صاحب اور آپ کے نواسے حافظ امداد احمد صاحب اور داماد مولانا محمد عارف صاحب بھی شریک رہے۔ جناب مولانا زبیر احمد صاحب صدیقی اور حضرات صاحبزادگان اور آپ کے چھوٹے بھائی جناب مولانا حاجی عزیز احمد صاحب راہنمائی کرتے رہے۔ صبح آٹھ بجے پرنم آنکھوں کے ساتھ جنازہ باہر لایا گیا۔ لوگوں نے دیدار شروع کیا۔ ملک بھر سے علماء، صلحاء اور اہل تعلق اور قرب وجوار کے مدارس کے طلبہ واساتذہ مسلسل قافلوں کی شکل میں آتے رہے۔ تقریباً دس بجے جنازہ اسی میدان میں لایا گیا جہاں آج سے 23 برس قبل آپ کے والد حضرت بہلویؒ کا جنازہ پڑھا گیا تھا۔

جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق جامعہ خیرالمدارس کے حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب نے پڑھایا۔

جنازہ پڑھنے والے محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار ہوں گے جن میں علماء ومشائخ کی ایک بڑی تعداد تھی۔ حضرتؒ کے متعلقین وخلفاء کے علاوہ بڑے حضرت جیؒ کے خلفاء ومتوسلین بھی موجود تھے۔ نماز جنازہ کے بعد آہوں اور سسکیوں کے ساتھ تقریباً گیارہ بجے آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپ کی قبر مبارک جامعہ بہلویہ میں ہے: "نوراللہ مرقدہ وبرداللہ مضجعہ"

خلفاء کرام کے علاوہ سینکڑوں مرید، تلامذہ اور جامعہ بہلویہ آپ کے لئے ان شاء اللہ صدقہ جاریہ ہوں گے۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ، تین لڑکے، چھ لڑکیاں، چار ہمشیرگان اور ایک بھائی ہیں۔ اللہ پاک سب کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین! ۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

پند و نصیحت میں اعتدال پسندی

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

آج سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے۔ جھنگ میں حضرت مولانا صادق حسین شاہ صاحبؒ شہید کے مدرسہ میں سالانہ جلسہ کی تقریب تھی جس میں شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور فقیہ العصر حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی قصبہ ساہیوال ضلع سرگودھا سے مدعو تھے۔ نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان مدرسہ کے دفتر میں علماء کی مجلس تھی جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے فرمایا کہ ایک بار لاہور کے ایک رکشہ میں سوار تھا۔ راستہ میں رکشہ ڈرائیور نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا کہ میں ہر ماہ پابندی سے گیارہویں شریف کا ختم دیتا ہوں۔ مگر اس بار بھول گیا اور آج تو چاند کی تیرہ تاریخ ہوگئی ہے۔ میں نے کہا نوجوان کوئی بات نہیں۔ اللہ کا ڈاک خانہ آج بھی کھلا ہے۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ آج بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں...... میری اس بات پر وہ بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے تو میرا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ ورنہ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ گیارہ تاریخ کے سوا ختم نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا نہیں شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں...... پھر ہنس کے فرمایا کہ دیکھو میں نے مسئلہ بھی ٹھیک بتلا دیا اور اس کا عقیدہ بھی صحیح ہوگیا اور وہ خوش بھی ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے اکابرین نے اس طرح پیار و محبت اور احسن طریقہ سے لوگوں کی اصلاح کی ہے۔ محاذ آرائی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔

دوسرا واقعہ

یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی نے بھی مفتی ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ بھیرہ کے علاقہ کے ایک عالم حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ دہلی میں حضرت مفتی صاحب کے مدرسہ میں مدرس تھے۔ ان کے چند احباب ان کو ملنے کے لئے دہلی گئے۔ انہوں نے مولانا خدا بخش صاحب سے حضرت مفتی صاحب کی زیارت اور ملاقات کی خواہش کا اظہار

گیا۔ لیکن دنوں حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ علیل تھے اور گھر پر ہی قیام تھا۔ مدرسہ میں نہیں آتے تھے۔ چنانچہ مولانا خدا بخش صاحب اپنے احباب کے ہمراہ حضرت مفتی صاحب کے مکان پر طبع پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقعہ پر احباب میں سے کسی نے حضرت مفتی صاحبؒ سے گیارہویں کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت مفتی صاحبؒ نے بس اتنا فرمایا کہ میرے اس محلہ کی مسجد میں جو امام صاحب ہیں وہ گیارہویں کا ختم ہر ماہ دیتے ہیں اور میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔

تبصرہ

اکابرین علماء دیوبند کا طریقہ ہمیشہ اعتدال پر رہا ہے۔ افراط تفریط اور غلو سے یہ دور رہتے تھے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مسلک دیوبند کی جامعیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلک علمائے دیوبند کے اسی جامع اور معتدل مزاج کو دیکھ کر ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے دیوبندیت کے بارے میں ایک جامع اور بلیغ جملہ استعمال کیا تھا جو اس مسلک کی صحیح تصویر کھینچ دیتا ہے۔

ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ دیوبند کیا کوئی فرقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ معتدل پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے اب آخر میں اس دعا پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ پاک ہمیں اسی معتدل مسلک پر قائم رکھے۔ آمین!

بقیہ ارشادات حضرت جالندھریؒ

میں حیران اس بات پر ہوں کہ تم نے ابھی ابھی جو شاہی جوڑا اور اشرفیوں کی تھیلی قبول نہیں کی وہ تم کو ملنے والی نہیں۔ میں تمہیں اپنی جیب سے ہی کچھ تھوڑا بہت دے سکوں گا۔ بہروپیئے نے جواب دیا بالکل حضور! یہ مجھے معلوم ہے اب آپ مجھے دو چار روپے ہی دیں گے مگر یہ دو چار روپے میرے لئے خوشی کا باعث ہوں گے۔ اب میں اپنے بہروپ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اگر میں بزرگی کے اس لباس میں آپ سے شاہی جوڑا اور اشرفیوں کی تھیلی قبول کر لیتا تو اللہ والوں کا نام بدنام ہوتا تھا اور میں نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ میری وجہ سے وہ پاک لوگ بدنام ہوں۔ یہ دو چار روپے ہی میرے لئے بہت ہیں۔ یہ واقعہ سنا کر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا کہ کاش! آج ہم اس جیسے بہروپیئے ہی ہوتے۔ مگر اب ہم لوگ اسی فانی دنیا کی خاطر کیا کچھ نہیں کر گزرتے۔ یوں موقع محل کے مطابق مختلف واقعات سنا کر حضرت جالندھریؒ ایمان تازہ کر دیتے تھے۔

بسلسلہ میں بھی ایک احمدی تھا

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

پروفیسر منور احمد ملک عرصہ چالیس سال تک قادیانی جماعت سے وابستہ رہے۔ قدرت حق نے رہنمائی و توفیق نصیب کی۔ قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے چھ مضامین بسلسلہ ”میں ایک احمدی تھا“ ہمارے پاس اشاعت کے لئے موجود ہیں۔ ان مضامین کو آپ اس تناظر میں مطالعہ کریں کہ یہ ایک سابق قادیانی کے مضامین ہیں۔ جو قادیانیوں کو سمجھانا چاہتے ہیں۔ قارئین قادیانیوں سے متعلق بعض نرم الفاظ اس مجبوری تک گوارہ کر لیں۔ یہ مضامین اس اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں کہ ”گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے“ ایک سابق قادیانی کے قادیانیت کے متعلق تاثرات ملاحظہ ہوں۔ ملک صاحب نے اپنے مضمون میں قادیانیوں کے لئے ”احباب جماعت“ کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ خالصتاً قادیانی اصطلاح ہے۔ ہم نے اسے ”قادیانی جماعت“ اور جہاں احمدی کا لفظ تھا اسے ”قادیانی“ کر دیا ہے۔ قادیانیوں کو سمجھانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن تبلیغ کے ضمن میں ان کو احمدی ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔

ادارہ

قادیانی جماعت! چند باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ چند ایسی باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو نہ صرف سوچنے کی ہیں بلکہ اس بارے میں تحقیق کرنے والی بھی ہیں۔ میں خود کیونکہ اس جماعت میں 40 سال گزار چکا ہوں۔ اس لئے نہ تو آپ نے ان باتوں سے انکار کرنا ہے کیونکہ میں خود ایک ”مخلص قادیانی“ اور جماعتی مبلغ کی طرح تبلیغ کا کام بھی کرتا رہا ہوں اور ایک ادنیٰ کارکن کی طرح ہر کام میں بڑھ

چڑھ کر حصہ بھی لیتا رہا ہوں۔ آخر پر میں نائب امیر قادیانی جماعت ضلع جہلم کے عہد: پر رہا ہوں اور جماعت کے اعلیٰ افسران سے ”واہ“ اور ”راہ“ پڑنے کے بعد تحقیق اور غور فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جماعت سے علیحدہ ہو کر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ جماعت میں ایسا نہیں ہے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ یا تو آپ کو جماعت کا صحیح طور پر علم نہیں ہے یا پھر آپ وظیفہ خوار مولوی (مربی) ہیں۔ لہٰذا اپنے ضمیر کو الماری میں بند کر کے قادیانی جماعت کا دفاع کرنے نکلے ہیں۔

قادیانی جماعت! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہر قادیانی بچے کے ذہن میں بچپن سے یہ ڈالا جاتا ہے کہ قادیانیت اصل اسلام ہے۔ اس آخری زمانہ کے لئے اسلام کی مکمل فتح اور غلبہ کے لئے خدا نے قادیانیت کے ذمہ کام لگایا ہے۔ باقی مسلمانوں کا اسلام نہ صرف فرسودہ ہو چکا ہے بلکہ اس میں ”تحریف“ بھی ہو چکی ہے۔ اسلام کے آغاز سے جو اسلام کی اصل صورت تھی قادیانیت اس اسلام کو پیش کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

قادیانی جماعت! اسلام کے بنیادی ارکان جن کو جماعت کا ہر فرد مانتا ہے ان کی تعداد پانچ ہے۔ کلمہ طیبہ ' نماز ' روزہ ' حج ' زکوٰۃ ' ان میں زکوٰۃ ایک بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل نہ کرنا اسلام کی بنیادی شرائط کو پورا نہ کرنے کے برابر ہے۔

چندوں کی اہمیت

قادیانی جماعت! جماعت میں ”چندوں“ پر بڑا زور ہے۔ چندہ عام وہ بنیادی چندہ جو اصل میں ”چندہ خاص“ ہے جو ہر ملازم پیشہ پر لاگو ہے (بلکہ اب یہ بے روزگاروں پر بھی لاگو ہو چکا ہے) اس کی ادائیگی فرض ہے۔ ہر ملازم کی تنخواہ کا 6.25 فیصد بطور چندہ عام ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے لئے سارا سال توجہ دلائی جاتی ہے۔ سال میں دو تین بار مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں اور اس چندہ کی سو فیصد وصولی یقینی بناتے ہیں۔ اس کی وصولی کے لئے کئی ”مذہبی لالچ“ دیئے جاتے ہیں کہ سو فیصد ادائیگی والے افراد جماعت کا نام دعا کے لئے ”حضور“ کو بھیجا جائے گا اور فلاں وقت ان جماعتوں کا نام بھی لیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ مالی سال کے اختتام سے قبل جماعت کے سربراہ اس چندہ کی اہمیت اور وصولی کی طرف توجہ دلانے کے لئے کئی خطبات دیتے ہیں اور سال کے اختتام پر پوری طرح اس چندہ کی تفصیل بتائی جاتی ہے۔ وعدہ ' وصولی اور آئندہ کے بجٹ کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔ ہر فرد پر خواہ وہ کمانے والا ہے یا بے روزگار ان پر چندہ ”تحریک جدید“ لازم ہے۔ پہلے یہ نفلی تھا۔ اب آہستہ آہستہ فرض بن گیا ہے۔ تحریک جدید کی سو فیصد

وصولی کے لئے علیحدہ طور پر مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں۔ علیحدہ طور کے سربراہ کے خطبات آتے ہیں اور جماعت کی پوری مشینری یہ چندہ وصول کرنے پر لگ جاتی ہے۔ چندہ ''جلسہ سالانہ'' بھی ایک لازمی چندہ ہے جو ماہوار تنخواہ کا 10 فیصد بطور سالانہ لیا جاتا ہے۔ اس کی وصولی کے لئے بھی سربراہ کے خطبات مخصوص ہوتے ہیں۔ ''وقف جدید'' ایک نفلی چندہ کے طور پر سامنے آیا مگر اب وہ بھی لازمی چندہ کی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے۔ درج بالا چاروں چندوں کے انسپکٹرز سال میں دو تین بار مرکز سے آکر چندہ کی وصولی یقینی بناتے ہیں۔ جن کے ذمہ بقایا ہو ان کے گھروں تک بھی پہنچ کر وصولی کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی چندے ہیں۔ مثلاً نوجوانوں پر (خدام الاحمدیہ پر) چندہ مجلس' چندہ تعمیر ہال' چندہ اجتماع' بزرگوں پر (انصار اللہ پر) چندہ تحلی' خواتین پر چندہ مجلس اور بچوں پر بھی چندہ مجلس نافذ ہے۔ ان کے علاوہ چندہ ڈش انٹینا' چندہ بوسنیا' افریقہ وغیرہ وغیرہ چندہ صد سالہ جوبلی 16 سال تک جاری رہا ہے۔

ایک قادیانی جس کی تنخواہ تین ہزار روپے ماہوار ہے اسے ان چندوں کی مد میں کم از کم تین سو روپے ماہوار دینا پڑتا ہے۔ جبکہ اس کی بیوی بچوں اور اگر والدین ساتھ ہوں تو ان کے بھی چندہ اسی کی تنخواہ سے نکلیں گے۔ اس طرح اسے تین سو سے پانچ سو روپے ماہوار تک لازماً دینا پڑے گا۔ اگر نہیں دے گا بقایا کے طور پر اس کے نام ہو جائے گا۔ اس طرح سال کے آخر پر اس کے ذمہ تین سے چار ہزار بقایا ہو چکا ہوگا۔ اس طرح اگر کسی کی تنخواہ دس ہزار روپے ماہوار ہو تو اسے سالانہ 12 ہزار روپے سے زیادہ دینا پڑے گا۔

پھر ان چندوں کے علاوہ ایک اور نظام بھی رائج ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر کوئی چاہے کہ اسے مرنے کے بعد ربوہ میں خاص قبرستان ''بہشتی مقبرہ'' میں دفن کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ چندہ عام 6.25 فیصد کی بجائے 10 فیصد کے حساب سے چندہ دے گا۔ اور اپنی جائیداد کا 10 فیصد صدر انجمن احمدیہ (قادیانی جماعت) کے نام کر دے گا۔ اور آئندہ جتنی بھی آمد پیدا کرے گا اس کا 10 فیصد مرکز کو دیتا رہے گا۔ یہ شرائط اس دن سے لاگو ہوں گی جس دن سے وہ وصیت کرے گا۔ اب ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس کی لاش ربوہ پہنچ چکی ہے مگر اس کی جائیداد کا 10 فیصد ابھی جماعت کے نام نہیں لگا یا اس کے ذمہ چندہ کا بقایا ہے۔ لہٰذا اس کی تدفین روک دی جائے گی جب تک اس کے وارثان تمام حساب بے باک نہیں کر دیتے۔ تدفین نہیں ہو سکتی۔

اگر ایک قادیانی درج بالا چندوں کی ادائیگی سے انکار کر دے تو وہ قادیانی رہ نہیں سکتا۔ اگر وہ چندہ

نہیں دیتا ہے ادائیگی میں دیر کر دیتا ہے تو وہ چندہ اس کے نام بطور بقایا جمع ہو جائے گا۔ جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وصول کیا جائے گا۔ جس کے ذمہ بقایا ہو جائے اس کا نام تشہیر کیا جائے گا۔ وہ جماعت میں "داغدار" سمجھا جائے گا اور ایک دم کٹے جانور کی طرح سب کی توجہ کا مرکز بنایا جائے گا۔

قادیانی جماعت! اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ چندہ کی ادائیگی کے بارے میں جماعت کتنی تیز ہے۔ اور کس طرح ایک منظم نیٹ ورک اس میں مصروف ہے مگر کیا......... آپ نے کبھی مرکز سے زکوٰۃ کا انسپکٹر بھی آتے دیکھا ہے؟ کبھی آپ سے زکوٰۃ (جو ایک لازمی اسلامی مذہب ہے) وصول کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟ کبھی آپ کے بقایا میں زکوٰۃ بھی شامل کی گئی ہے؟ کبھی حضور کی طرف سے زکوٰۃ پر لیکچر یا خطبہ سنا ہے؟ کبھی مرکزی سطح پر زکوٰۃ کی وصولی کی طرف توجہ دلانے کی کوشش آپ کے سامنے آئی ہو؟ یقیناً نہیں۔ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہو گا۔ کیا یہ بات قابل غور نہیں کہ اسلام کا بنیادی ستون نہ صرف چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ مذہب سے خارج تصور کیا جاتا ہے۔ کیا اس ستون کے بغیر اسلام قائم رہ سکتا ہے؟ میری مراد ہے کیا قادیانیت کا اسلام سے واسطہ رہ سکتا ہے؟۔

قادیانی سالانہ جلسہ کی اہمیت

قادیانی جماعت! خلیفہ وقت کی زبان سے متعدد بار جلسہ سالانہ کی برکات' جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے نیک خواہشات اور دعاؤں کے متعلق کئی خطبے سنے ہوں گے۔ جماعت کے اعلیٰ عہدیداروں کی طرف سے بار بار جلسہ سالانہ کے پروگرام اور ان میں شمولیت کی طرف توجہ دلانے والے لیکچرز اور خطبات سنے ہوں گے۔ الفضل' خالد' تشحیذ الاذہان' مصباح اور انصار اللہ جیسے جماعتی جرائد ورسائل میں جلسہ سالانہ ربوہ' لندن کی تمام تفصیلات پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں۔ ان تمام کوششوں سے ایک نوجوان جو بچپن سے یہ سنتا آرہا ہے اور اب 25/30 سال کو ہو چکا ہے اسے جلسہ کے ہر پہلو کے بارے میں اتنی زیادہ عقیدت پیدا ہو چکی ہے جس کا تصور کوئی غیر قادیانی کر ہی نہیں سکتا۔

مگر کیا آپ نے کبھی خلیفہ وقت کی زبان سے "حج" کے بارے میں کوئی خطبہ سنا ہے؟ کبھی حضور نے قادیانی جماعت کو مناسک حج کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں؟ کسی اعلیٰ جماعتی عہدیدار سے کبھی حج پر لیکچر سنا ہے؟ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک اہم اسلامی بنیادی رکن کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقابل پر ایک "اور حج" سے زیادہ مقدس اجتماع کے طور پر "جلسہ سالانہ" کو

پیش کر دیا گیا ہے۔ اب ایک قادیانی کے نزدیک حج سے زیادہ جلسہ سالانہ کی اہمیت ہے۔ اب ایک قادیانی جتنی عقیدت جلسہ سالانہ کے بارے میں رکھتا ہے اس کا دسواں حصہ بھی حج کے بارے میں نہیں رکھتا۔ ایک قادیانی نوجوان کو اب حج کے بارے میں کچھ معلوم نہیں سوائے اس کے کہ اس کے سکول کے نصاب میں حج کے بارے میں جتنی معلومات درج ہیں وہ بطور مضمون اس نے پڑھ لیں ہیں۔

قادیانی جماعت! آپ یقیناً اس کو پڑھ کر برا منائیں گے اور جواب دیں گے کہ قادیانی حج کو مقدس جانتے ہیں اور حج کرتے بھی ہیں۔ مگر اب قادیانیوں پر حج کرنے کی پابندی لگ گئی ہے تو قادیانی کیسے حج کریں گے؟۔

آپ کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1974ء میں قادیانیوں پر یہ پابندی لگی۔ 1974 سے پہلے 1900 تک 74 سالوں میں مرزا قادیانی کے خاندان کے کتنے افراد نے حج کیا؟ ذرا معلومات تو لیں۔ خاصی مایوسی ہو گی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد (دوسرے خلیفہ) نے کتنے حج کئے۔ 51 سالہ دور امامت میں تو انہیں 30 سے زائد حج تو کرنے چاہیئے تھے۔ مگر آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے غالباً ایک کیا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے نے کتنے حج کئے؟ ان کو تو مذہب سے خاصا لگاؤ تھا۔ انہوں نے ہی قادیانیوں کو بتایا کہ غیر قادیانی نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر ہیں۔ اور ان کی ایسی ہی "نرم نازک" تحریرات نے 1974ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوا کر یہاں تک پہنچایا۔

پھر قادیانی پابندی کی وجہ سے حج تو نہیں کرتے مگر ہزاروں روپیہ لگا کر انگلینڈ میں جلسہ میں شمولیت کے لئے جاتے ہیں ایک سرکاری ملازم بغیر سرکاری اجازت سے ملک سے باہر نہیں جاسکتا۔ مگر قادیانی سرکاری ملازم جعلی پاسپورٹوں اور خفیہ اور غلط معلومات فراہم کر کے بیرون ملک جلسہ میں شمولیت کے لئے جاتے ہیں حتیٰ کہ ہندوستان میں قادیان کے جلسہ پر بھی جاتے ہیں۔ اس جلسہ کے لئے کسی پابندی کی پروا نہیں کرتے۔ گویا وہ اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حج کے مقابل پر جلسہ کی اہمیت زیادہ ہے۔

قادیانی جماعت! اگر آپ ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے پانچ بنیادی ارکان پر ایمان رکھنا ضروری سمجھتے ہیں تو پھر جماعت کا دو ارکان اسلام (حج، زکوٰۃ) سے بکلی انحراف آپ کو کس طرف لے کر جارہا ہے؟ اور آپ کیسے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

قادیانی جماعت! اب ایک اور اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جب

کسی مقامی جماعت میں صدر جماعت 'امیر مقامی کے انتخابات کا وقت آتا ہے تو انتخاب کے وقت ایسے افراد کو باہر نکال دیا جاتا ہے جن کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زائد ماہ کا چندہ بقایا ہو۔ خواہ وہ آدمی کتنا ہی نیک 'متقی' پرہیزگار 'شریف اور پنجگانہ نماز کا پابند ہو۔ اسے لازمی طور پر نکال دیا جائے گا۔ ایسا آدمی نہ ووٹ دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عہدے دار بن سکتا ہے۔ اب ووٹ دینے والے افراد میں ایسے بھی شامل ہوں گے جو نہ تو نماز کے پابند ہیں' نہ متقی ہیں' نہ ہی کبھی وہ جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں بلکہ مذہب سے ہی دور ہیں۔ بس الیکشن سے چند لمحے قبل اس نے پیسے دے دیئے ہیں۔ اب ان کو جماعت کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ امیر جماعت اور دیگر جماعتی عہدیداروں (ممبران' مجلس عاملہ) کا انتخاب کریں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ آدمی پورا حق رکھتا ہے بلکہ اہل ہے کہ اسے بے شک جماعت کا عہدیدار چن لیا جائے۔ یہاں تک کہ اسے امیر جماعت بھی بنایا جاسکتا ہے۔

قادیانی جماعت! ذرا غور فرمائیں کہ جماعتی عہدیدار یا ووٹر کی اہلیت صرف اور صرف چندہ یعنی پیسہ ہے۔ جو پیسہ دے گا وہ متقی تصور ہوگا اور جو پیسہ نہیں دے گا وہ رد کر دیا جائے گا۔ کیا یہ قابل مذمت کردار یا اصول ہمارے سرکاری کرپٹ اداروں یا افراد میں رائج نہیں جس نے اس ملک پاکستان کے ماحول کو مکدر کر رکھا ہے۔ کہ جس نے پیسہ لگایا وہ ''معزز'' اور سب سے آگے اور جو پیسہ نہ لگا سکے وہ قابل نفرت۔ قادیانی جماعت کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک خالصتاً مذہبی جماعت ہے۔ کہاں گیا مذہب ؟۔

طریقہ انتخاب

اب ذرا طریقہ انتخاب بھی [illegible] فرد ''ووٹ دینے بیٹھے ہیں وہ سب کے سب یا ان میں سے کوئی بھی کسی وقت بھی عہدیدار بن سکتے ہیں۔ کیونکہ انتخاب کے آغاز پر ایک آدمی اٹھ کر کسی بھی فرد کا نام کسی عہدے کے لئے پیش کرے گا۔ نامزد کردہ فرد کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی اپنی رائے اس میں شامل ہوگی بلکہ وہ اگر انکار بھی کرے تو بھی وہ نامزد ہی رہے گا۔ پھر ایک اور آدمی اس نام کی تائید کرے گا۔ اس طرح کسی دوسرے شخص کا نام اسی عہدے کے لئے پیش ہوگا جس کے لئے پہلے ایک نامزد ہو چکا ہوگا۔ کوئی دوسرا شخص دوسرے نام کی تائید کرے گا اور یوں دو نام مدمقابل سمجھے جائیں گے۔ اب کھلے عام ووٹنگ ہوگی۔ لوگوں سے کہا جائے گا کہ یہ پہلے کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ اگر تو پہلا آدمی اثر ورسوخ والا ہے تو سب ہی ووٹ اس کو ملیں گے اور اگر دوسرا شخص اثر ورسوخ والا ہے تو اس کے لئے ووٹ

محفوظ رہیں گے۔ خفیہ رائے شماری کا تصور ہی نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ تمام دیہاتی مجالس میں انتخاب کے وقت صرف ڈانگ مار' جاگیردار' وڈیرے اور پھڈے باز کو ہی ووٹ ملیں گے بلکہ ملتے ہیں۔ کیونکہ ایسے افراد کے رشتے دار اور زیر اثر افراد بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر دوسرے لوگ ان کے سامنے مخالف کو ووٹ دینے سے گھبراتے ہیں۔ اس لئے جن مجالس میں ایک دفعہ ایسا آدمی صدر جماعت 'امیر جماعت بن جاتا ہے تو وہ مرتے دم تک اس عہدے پر قائم رہتا ہے۔ کیونکہ تین سال کے لئے بننے والا امیر جماعت تین سال میں اپنی پوزیشن مضبوط کر لیتا ہے۔ اس کے بعد اس کے علیحدہ ہونے کا چانس ختم ہو جاتا ہے۔ پھر انتخاب کا طریقہ کار بھی ایسا ہے کہ کوئی آدمی کسی کے خلاف بات نہیں کر سکتا کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا اور نہ ہی اپنے بارے میں رائے ہموار کر سکتا ہے۔ اب ایک بدنام اور کرپٹ آدمی صدر جماعت بن گیا تو وہ اسی عہدے پر قائم رہے گا۔ اسے علیحدہ کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ جماعت اسے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ کہتی ہے جنہوں نے ووٹ دے کر اسے بنایا ہے وہی اسے اتار دیں۔ اب کون اس کے سامنے کسی اور کو ووٹ دے کر اپنے لئے دشمنی مول لے۔ یہ اسی فرسودہ اور ناقابل فہم و عمل نظام کا نتیجہ ہے کہ کئی جماعتوں کے امیر سال ہا سال سے چلے آرہے ہیں کسی شہر یا ضلع کا امیر جماعت 20 سال سے ہے توکسی کا 30 سال سے بلکہ ایک کا 47 سال سے ہے۔ ظاہر ہے اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔ خدا نے زندگی جو زیادہ دے دی ہے۔ اللہ کے کام میں کس کا دخل ہے؟ یہ تمام امراء تا مرگ اس عہدے پر رہتے ہیں۔ اور اپنے تاحیات اقتدار کی وجہ سے وہ تمام قسم کے اصولوں' ضابطوں' قواعد اور مصلحتوں سے بری ہوتے ہیں۔ وہ فری سٹائل حکومت کرتے ہیں اور ایک آئیڈیل قسم کی آمریت کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔ ان افراد کی درج بالا خصوصیات کی وجہ سے قادیانی جماعت کو چھوڑتے چلے جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور دن بدن تیز ہوتا جارہا ہے۔ جماعت سے علیحدہ ہونے والے افراد کی اکثریت تعلیم یافتہ اور جماعت کی فرسودہ روایات اور افراد کی زیادتیوں سے بیزار ہوتی ہے۔

قادیانی جماعت! ایک بار پھر ذرا طریقہ انتخاب پر واپس آئیں کہ ایک غیر متقی' غیر صالح کو آپ نے امیر جماعت بنادیا۔ اسے تفصیل سے عرض کیا ہے کہ ایک وڈیرے' جاگیردار' ڈانگ مار' پھڈے باز کو امیر جماعت بنادیا گیا۔ اب پورے پاکستان کے یہ امراء پہلے اپنے اپنے ضلعوں کے امیر جماعت بنالیں گے اور پھر وہ پورے پاکستان یا پوری جماعت کا امیر یعنی " خلیفہ " کا انتخاب کریں گے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

زہریلے دودھ سے کتنا "پیار امکھن" حاصل ہو رہا ہے۔ شاید یہ بھی جماعت کا "معجزہ" ہے۔ ان غیر مذہبی اور غیر متقی افراد کا لیڈر کس طرح اور کس حد تک متقی ہو سکتا ہے۔ اب قادیانی فوراً کہہ دیں گے کہ امراء کا عہدہ تو انتظامی ہے یا "خلیفہ" تو انتظامی عہدہ ہے۔

اب اس پہلو کا جائزہ بھی لیتے ہیں۔ ایک وڈیرے کو آپ نے امیر جماعت بنا دیا۔ اس کی جماعت میں مرکز کی طرف سے ایک مربی بھی موجود ہے۔ مربی سال تک مذہبی دینی تعلیم حاصل کر کے مرکز کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ مگر جماعت کے قواعد و ضوابط کے مطابق جمعہ کے خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے۔ اگر وہ مربی کو حکم دے گا تو پھر مربی خطبہ دے گا۔ اب جمعہ کا خطبہ تو خالصتاً ایک مذہبی دینی فریضہ ہے۔ اس میں امیر جماعت کا کیا کام؟ کیونکہ امیر جماعت کے لئے تو کسی مذہبی تعلیم کی پابندی نہیں اور نہ ہی دنیاوی تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بالکل ان پڑھ ہو۔ مگر جماعتی قواعد کے مطابق خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے۔

اسی طرح امراء جماعت کے انچارج یعنی "خلیفہ" کی حیثیت جماعت میں صرف انتظامی نہیں بلکہ وہ کل ہیں ہر معاملہ میں خواہ دینی ہو' انتظامی پالیسی ہو یا معاملہ کی کچھ نوعیت بھی ہو خلیفہ کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہے۔ آخری فیصلہ ان کا ہے۔ وہ کسی کے پابند نہیں اور نہ کسی کے آگے جوابدہ۔ نہ ہی ان کا کوئی فیصلہ کسی جگہ چیلنج ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کا انتظامی فیصلہ اور ہر قسم کا مذہبی فتویٰ ان کی طرف سے ہو گا۔ یہ عجیب و غریب قواعد و ضوابط قول و فعل قادیانی' قادیانی کو عقیدت کی چادر کے نیچے مسمور رکھتے ہیں۔

قادیانی جماعت! اب ذرا مذکورہ بالا امیر جماعت کی "طاقت" ملاحظہ فرمائیں۔ اگر ایک قادیانی امیر جماعت کے رویہ' ریمارکس' کردار یا کسی مذہبی یا جماعتی بات پر امیر جماعت سے اختلاف رکھتا ہے تو امیر جماعت اس کے خلاف شکایت افسران بالا کو کر دے گا۔ اب امیر جماعت کا موقف جتنا مرضی کمزور ہو یا اس کا رویہ جتنا مرضی قابل اعتراض ہو اور جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہے وہ جتنا مرضی ٹھیک ہو۔ بات امیر جماعت کی سنی جائے گی۔ امیر جماعت کی شکایت پر کیا کارروائی ہو گی اس کی بات پھر سہی۔ اس وقت اس قادیانی کے مستقبل کے بارے میں ذرا پڑھئے:

اس قادیانی سے کیونکہ امیر جماعت ناراض ہے۔ لہذا اس سے "خلیفہ وقت" بھی ناراض ہوں گے۔ کیونکہ امیر جماعت خلیفہ کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ لہذا خلیفہ کا ناراض ہونا لازمی امر ہے اور جس سے

خلیفہ ناراض ہے قادیانی عقیدت وعقائد کے مطابق خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہے۔ اب جس سے خدا ناراض ہے اس کے مستقبل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اب اگر امیر جماعت اس قادیانی سے راضی ہوگا تو خدا راضی ہوگا۔ گویا خدا تعالیٰ اس جماعت کے امیر کی مرضی کا پابند ہے۔ اگر وہ اجازت دے گا تو خدا تعالیٰ اس آدمی سے راضی ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (نعوذباللہ)

درج بالا صورت بالکل اسی طرح جماعت میں رائج ہے۔ اب صورت حال یہ بنی کہ خدا تعالیٰ ہر گاؤں کی قادیانی جماعت کے وڈیرے 'ڈانگ مار اور پھڈے باز شخص کی مرضی کا پابند ہوگا۔ جس کے بارے میں وہ کہے گا کہ اسے بخش دو۔ خدا اس کو بخش دے گا اور جس کے بارے میں دوزخ ریکمنڈ کرے گا خدا اسے دوزخ میں بھیجنے کا پابند ہے۔ (نعوذباللہ) درج بالا حقائق کو قادیانی تسلیم کریں گے مگر اظہار نہیں کر سکیں گے کیونکہ "آزادی ضمیر" کا جو نمونہ جماعت میں ہے وہ کسی اور جگہ نہیں۔ اس پر بات بعد میں۔

مژدہ // صحت

ایسے نوجوان جو غلط ماحول کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر مایوسی کی زندگی گزار رہے ہوں۔ وہ ہم سے رابطہ کر کے اپنی خود اعتمادی کو بحال کریں۔

تفصیلاً حالات تحریر کریں۔

جوابی لفافہ یا خرچہ ڈاک ساتھ ارسال کریں اس کے بغیر جواب نہیں دیا جائے گا۔

پتہ: حکیم رشید احمد موری گیٹ قصور (پاکستان)

یوسف کذاب ایک جھوٹا مکار مدعی نبوت

ڈاکٹر محمد اسلم ملک کراچی

ڈاکٹر محمد اسلم ملک ریٹائرڈ بریگیڈیر دین دار آدمی ہیں۔ یوسف کذاب کے دام تزویر میں کیسے پھنسے اور اللہ رب العزت نے انہیں کس طرح اس کے دجل وفریب سے نکلنے کی توفیق بخشی۔ انہی کی زبانی سنئے:

میرے والدین قرآن کریم کی تلاوت، تراجم و تفاسیر کا شوق سے مطالعہ کرتے تھے۔ اور علم رکھتے تھے اور مجھے بھی اس کی تلقین کرتے رہے اور وہ دونوں آقا علیہ السلام سے ... محبت رکھتے تھے۔ مجھے بھی بچپن سے ہی ترجمہ کے ساتھ تلاوت کا شوق رہا ہے اور سیرت اور دینی کتب پڑھنے کا شوق رہا ہے۔

کراچی میں آنے کے بعد غالباً 1980ء میں عبدالواحد جو اب D-8 بلاک 9 کلفٹن میں رہتے ہیں سے پہلی دفعہ ملاقات ہوئی۔ جو بعد میں دوستی میں بدل گئی جس کی مشترک وجہ دونوں کا دین اور بزرگان دین سے تعلق تھا اور ہماری باہمی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

غالباً 1988ء یا 1989ء میں عبدالواحد نے بتایا کہ ایک بزرگ ان کے پاس آئے ہیں۔ میں اور وہ شام کو محفل کر رہے ہیں اور مجھے اس میں شرکت کی دعوت دی۔ اس شام محمد یوسف علی سورۃ اخلاص کی تفسیر بیان کی اور واحد اور احمد پر تفصیل سے بات کی۔ اس وقت یہ "علی بھائی" کے نام سے ملتا تھا اور بعد میں اسی نام سے ملتا رہا۔

عبدالواحد کے گھر اس نے ہر 3 یا 4 ماہ بعد آنا شروع کیا اور 3 سے 7 دن تک کا قیام شروع کیا۔ اس دوران ایک محفل بھی ہو جاتی۔ باقی دنوں میں شام کو مل کر باتیں ہوتی تھیں جس میں موضوع قرآن کریم کی آیات کی تفسیر اور شان مصطفیٰ علیہ السلام ہوتا تھا۔ اپنے آپ کو اس طرح سے پیش کرتا رہا کہ اس کو قرآن کریم کا بڑا وسیع علم ہے اور حضور علیہ السلام سے خاص تعلق و رابطہ ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ یہ فوج میں نوکری کرتا

تھا۔اس کو ایک خاص مقام دکھایا گیا اور اس پر اس نے فوج سے استعفیٰ دے دیا اور مدینہ منورہ چلا گیا۔وہاں بقول اس کے جیسے کہ اس وقت اس نے بتایا کہ مسجد نبوی میں اس کی تربیت ہوئی اور قرآن کریم کا علم اس کو حضور ﷺ نے خود عطا فرمایا ہے۔کھلی عام اور خصوصی محفلوں میں آقا ﷺ کی محبت‘عشق اور تعلق کے لحاظ سے ایسے بیان اور باتیں ہوتی تھیں کہ آقا ﷺ کی محبت کے ناطہ سے میرا اور یوسف علی کا تعلق گہرا ہوتا گیا۔بیانات اور باتوں کی تفصیل تو اب میرے ذہن میں نہیں ہے۔اس وقت میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بزرگی کا روپ دھارنے والا کوئی عام مسلمان بھی حضور ﷺ کا نام لے کر کوئی شخص غلط بیانی کر سکتا ہے۔

غالباً 1991ء کی بات ہے کہ عبدالواحد نے بیرسٹر سمین خان مقیم کراچی سے ملاقات کا وقت لیا۔ان کو ملنے کے لئے شام کے وقت علی بھائی (یوسف علی) عبدالواحد‘ طاہر شریف حسین اور میں گئے تھے۔وہاں پر ہی زید زمان خان ولد کرنل محمد زمان سے ملاقات ہوئی۔اگلے دن شام کے وقت زید زمان کچھ لڑکوں کو ساتھ لے کر عبدالواحد کے گھر آیا اور وہاں محفل ہوئی۔ان سب کو زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھنے کو کہا گیا۔کوئی ایک یا ڈیڑھ ماہ بعد یوسف علی کراچی آیا اور ان لڑکوں کے ساتھ 3 یا 4 دن تک ایک کورس سا چلا جس میں ہم لوگ بھی شامل تھے۔اس میں مختلف بیان بھی کئے گئے اور قرآن کریم کی آیات سے آقا ﷺ کی شان بیان کی گئی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد بقول یوسف علی کے اور زید زمان خان کے جو انہوں نے ہمیں بتایا زید زمان یوسف علی کے پاس لاہور گیا اور اس کے پاس ہی قیام کیا اور زید زمان کی خصوصی تربیت ہوئی۔اسی دوران زید زمان نے فون کر کے سہیل احمد ولد احمد دین کو بھی کراچی سے لاہور بلا لیا اور ان دونوں کو خاص تربیت دے کر خاص الخاص مقامات بھی عطا کئے گئے اور مجھے تو کئی سالوں بعد پتہ چلا کہ ان کو اس وقت ”حقیقت“ بھی عطا ہوئی۔(حقیقت کیا ہے اس کا ذکر بعد میں آئے گا)

اس کے بعد اب یوسف علی صرف علی بھائی نہ رہا بلکہ اب ”حضرت“ ہو گیا۔لڑکوں نے تو شروع سے ہی حضرت کہنا شروع کر دیا تھا مگر ہم پرانے لوگوں کو کچھ وقت لگا۔ہم سے حضرت کہلوانے کے لئے اس نے ہمیں حضرت عبدالواحد صاحب اور حضرت ڈاکٹر صاحب کہنا شروع کر دیا تو ہم نے بھی اسے حضرت کہنا شروع کر دیا۔اب یوسف علی نے کراچی جلدی جلدی آنا شروع کر دیا۔شروع میں ہر دو ماہ میں 7 یا 8

دن کراچی آتا رہا بعد میں اس کو اور بڑھا کر ہر ماہ 12-10 دن تک قیام شروع کر دیا۔ شروع میں اس کے آنے سے پہلے شام کی محفلوں کا پروگرام زید زمان تیار کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد زید زمان کو یوسف علی نے حکم دیا کہ وہ پنڈی' اسلام آباد منتقل ہو جائے۔ جس پر زید زمان نے عمل کیا۔ اور اب کراچی کی محفلوں کا پروگرام بنانا سہیل احمد کے ذمہ رہا۔

کراچی میں قیام کے دوران مغرب کی نماز ساتھ ادا کر کے پھر بیان ہوتا تھا اور اس کے بعد پھر عشاء کی نماز اور پھر کھانا جس گھر میں محفل ہوتی وہی کھانے کا انتظام کرتا تھا۔ مختلف گھروں میں اس کا انتظام کیا جاتا تھا۔ جب قیام کا دورانیہ بڑھ گیا تو پھر خصوصی محفلیں بھی شروع ہو گئیں جس میں مخصوص لوگوں کو شامل کیا جاتا۔ ایسے اشخاص جو کسی بات پر کسی صورت میں بھی اعتراض نہ کریں۔ نئے حضرات صرف عام محفلوں میں آسکتے تھے۔ وہ بھی صرف ایسے اشخاص جن کے متعلق یوسف علی سے اجازت لی جا چکی ہو۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے متواتر آنے والوں میں صرف صاحب ثروت اور صاحب حیثیت لوگ ہی شامل رہے۔ باقی کو بلایا نہیں جاتا تھا یا نوجوان وہ بھی صاحب ثروت خاندانوں سے تعلق رکھنے والے۔ شاید ہی کوئی غریب آدمی قربت حاصل کر سکا ہو جو میرے علم میں نہیں ہے۔

شروع میں مستورات کسی محفل میں شامل نہیں ہوتی تھیں۔ سب سے پہلے ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ آئی (نام عدالت کے استفسار پر ظاہر کروں گا) اس کو شامل کرنے کے لئے جواز یہ بتایا گیا کہ عورت نہیں یہ "رجل" ہے جو تصوف کی اصطلاع میں اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو دنیا کو دل سے نکال چکا ہو اور صرف اللہ کا طالب ہو اور خاص مقام کا حامل ہو۔ اس کے بعد چند ماہ میں ہی مستورات اور نوجوان لڑکیوں کی خاصی تعداد محفل میں آنا شروع ہو گئی۔ محفل میں تو وہ ایک طرف بیٹھی ہوتی تھیں (بغیر پردہ کے) اور نماز میں بھی باجماعت ساتھ ہی ایک طرف ادا کرتی تھیں۔ مگر محفل کے بعد لڑکے لڑکیوں کا ملاپ کلب کا سماں پیش کرتا تھا اور ان اٹھکیلیوں میں اکثر و بیشتر "حضرت" بھی شامل ہوتے تھے۔

عام اور خصوصی محفلوں میں خاص موضوع پر تیار کردہ بیان ہوتا تھا۔ اس کے بعد پر تکلف دعوت کا انتظام ہوتا۔ اس کے بعد رات گیارہ بجے کلفٹن کے ہاٹے اینڈ ٹنڈر میں چند مخصوص لوگوں کے ساتھ آئس کریم کھانے کا پروگرام ہوتا تھا۔ (4-3 دفعہ میں بھی اس میں شامل ہوا ہوں) کئی دفعہ رات کا

کھانا مخلوط پارٹی کے طور پر کلفٹن کے Barb Q (بار بی کیو) میں کھایا جاتا۔ (اس میں بھی 3-2 دفعہ شامل ہوا ہوں)

غالباً 1991ء کا ذکر ہے کہ یوسف علی ایران جانے کا پروگرام بنا کر کراچی آیا۔ اس وقت بتایا (بقول اس کے) کہ یوسف علی کے حضرت نے کہا ہے کہ آپ کو خاص مقام عطا ہو گیا ہے اور آپ کو پگڑی پہنائی جائے گی۔ اس پگڑی کے لئے 1400 سال سے کسی سرکار کا انتظار تھا وہ یوسف علی کو مل گئی ہے۔ کیونکہ ایران جانے کے لئے کراچی آنا تھا اس لئے یوسف علی کے حضرت نے بتایا کہ کراچی میں ہی پگڑی بنوا کر اپنے پیاروں کے سر پر رکھ لینا۔ چنانچہ پگڑی تیار کرائی گئی اور مجھے بتایا گیا کہ حکم ہوا ہے کہ اس کی قیمت ڈاکٹر اسلم سے لی جائے جس کے لئے =/500 روپے میں نے یوسف علی کو دیئے۔ پگڑی آنے پر عبدالواحد اور میں نے یوسف علی کے سر پر رکھی۔ اس کے بعد یوسف علی ایران چلا گیا۔ واپس آنے پر بتایا کہ مشہد میں قم میں آیت اللہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ بقول یوسف علی کے ان سے یہ بات ہوئی کہ اگر آپ کا امام غائب سے رابطہ ہے۔ تو ان سے پوچھ کر حروف مقطعات کا مطلب بتائیں ورنہ یوسف علی نے کہا کہ وہ ان کو بتا سکتا ہے جو کہ وہ آیت اللہ نہ کر سکے۔ ایران سے واپسی پر ہی بیرسٹر تمکین خان اور زید زمان سے ملاقات ہوئی تھی۔

غالباً 1993ء میں عبدالواحد کے گھر علیحدگی میں مجھ سے کہا آپ کے نام 25 ہزار روپے لگے ہیں۔ کچھ اس انداز میں کہا کہ میں نے دوسرے ہی دن بینک سے نکلوا کر دن کو 12-11 بجے کے درمیان عبدالواحد کے گھر اس کے کمرہ میں جا کر دے دیئے۔ اس پر مجھے انتہائی مقامات کی خوشخبری دی گئی جو مجھے صحیح طور پر یاد نہیں۔ یہ آقا ﷺ کے قرب خاص کی بات تھی۔ جیسے کہ بعد میں یوسف علی نے بتایا۔ اس کا خیال تھا کہ میں خود ہی اس کو کہہ دوں گا کہ پھر آپ ہی تو وہ (محمد ﷺ) ہیں مگر میرا ذہن تو سرکار مدینہ ﷺ کے علاوہ اس سلسلہ میں کسی اور طرف نہیں جا سکتا تھا اس لئے میں نے کرم خاص اور قرب خاص کا تصور تو کر لیا۔ مگر یوسف علی کے دعویٰ کی طرف میرا ذہن نہ جا سکا۔ (جس کا ذکر اس نے بعد میں برملا کیا)

. جب یوسف علی نے دیکھا کہ میرا ذہن ادھر نہیں گیا جو یہ چاہتا تھا تو کچھ عرصہ بعد یوسف علی نے مجھے ایک لسٹ دی کہ یہ چیزیں خرید کر اس کو لا کر دوں۔ اس میں ایک زنانہ سوٹ ایک مردانہ سوٹ

اور تین انتہائی قیمتی قسم کے سینٹ (Sent) تھے۔ جن میں سے دو مل گئے تھے ایک نہ ملا۔ وہ میں نے اس کو اپنے گھر میں ناشتہ پر دعوت کر کے دے دیئے۔ شام کو رضوان کے گھر محفل تھی وہاں مجھے علیحدگی میں حشر اور میزان پر میرے لئے انتہائی مقامات کی خوشخبری دی جو میرے ذہن کے لئے قبول کرنا مشکل تھی مگر میں نے سن لیا جیسے کہ بعد میں یوسف علی نے بتایا کہ اس وقت بھی اس کا خیال تھا کہ میں خود ہی اس کو وہ کہہ دوں گا جو بعد میں اس کو مجھے برملا کہنا پڑا۔

غالباً 1994ء میں جب یوسف علی نے دیکھا کہ میں خود اس کو وہ سمجھنے سے قاصر ہوں جس کا اظہار یہ دوسروں کے سامنے کر چکا تھا مگر میرے سامنے اس کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ تو اس نے مجھ سے 2 لاکھ کا مطالبہ کیا۔ میں نے بتایا کہ میرے پاس کیش اتنی رقم نہیں ہے کیونکہ میں نے اس سے پہلے اس رقم سے جو مجھے بطور پنشن کموٹیشن اور Dsop فنڈ کی ملی تھی اس سے رہائش کے لئے فلیٹ خرید لیا تھا۔ جس میں پہلے میں کرایہ پر رہ رہا تھا۔ ہر دفعہ آنے پر یوسف علی مجھ سے 2 لاکھ کا مطالبہ کرتا رہا۔ جیسے پہلے لکھا ہے۔ ایسے سب مطالبے علیحدگی میں (خلوت) میں ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ یوسف علی نے سختی سے کہا کہ اس کو پورا کرنا ہوگا ورنہ ملنے سے منع کر دے گا۔

یوسف علی کے کراچی کے اگلے دورہ تک میں نے کوشش کر کے 2 لاکھ کا انتظام کر لیا اور کراچی آنے پر اپنے گھر میں ہی یوسف علی کو 2 لاکھ روپے دیئے۔ (تاریخیں مجھے بالکل یاد نہیں) اس سے اگلا جمعہ یوسف علی نے سب ساتھیوں کے ساتھ عسکری اپارٹمنٹس کی مسجد میں ہی ادا کیا اور جمعہ کے بعد میرے گھر آیا جیسے کہ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اس دوران کچھ لڑکوں کو یہ ہار لانے کے لئے بھیج چکا تھا۔ ان کے آنے پر یوسف علی جو میرے ساتھ والے صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہو گیا اور یوسف علی نے کہا "انا محمد" (نعوذباللہ) میرے لئے سرکار مدینہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو محمد ﷺ سمجھنا ممکن نہ تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں کچھ کہوں تاثر دوں 10-12 لڑکوں نے مجھے ہار پہنا کر گلے لگانا شروع کر دیا اور مبارکباد دینا شروع کر دی اور اس دوران یہ نیچے اتر گیا۔ (میرا فلیٹ تیسری منزل پر ہے) پہلے تو میں کچھ کنفوز سا ہوا پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اب اس کے ساتھ رہ کر اس کی باتوں کو نوٹ کرتا رہوں گا اور شواہد اکٹھے کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس لئے اب میں نے بظاہر اس کی پہلے سے زیادہ تعظیم شروع کر دی اور ہاتھ بھی چومنا شروع کر دیئے۔ مگر اندر سے میں بدل چکا تھا۔ اس وجہ سے میرے اندر تناؤ رہنا شروع ہو گیا اور میرا بلڈ پریشر بھی

بڑھنا شروع ہو گیا۔ اس کے بعد اس دوران میں یوسف علی کے کوئی بیماری بھی شروع ہو چکی تھی جس کی صحیح تشخیص تو نہ ہو سکی۔ گو اس کے لئے کئی دفعہ خون کا معائنہ بھی کرایا اور سر کا Ctsom یا MRI بھی کرایا۔ اس مرض کی وجہ سے اس کا دایاں ہاتھ اور اس کی انگلیاں عجیب حرکت کرتی رہتی تھیں اور ساتھ ہی چہرہ پر تناؤ جس کی وجہ سے ہونٹ پر انگلی رکھے بغیر صاف بولنا مشکل ہوتا تھا۔

اس وجہ سے اب یوسف علی نے محفلوں میں بولنا کم شروع کر دیا اور کراچی کے 12-10 دن کے دورانیہ میں 2 یا 3 محفلیں تو ہو جاتی تھیں۔ باقی دنوں میں مغرب کے بعد وڈیو فلمیں دکھانا شروع کر دیں۔ شروع میں تو (The Messaage) کو دکھایا پھر مغرب کے بعد 2 یا 3 دنوں میں فلم دکھائی جس میں سے خاص نقطہ یہ دکھانا تھا کہ مافوق الفطرت شیطانی قوت رکھنے والا انسان مرتے وقت اپنی اس قوت اور صلاحیت کو دوسرے میں منتقل کر دیتا ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ایسے ہی نورانی طاقتیں اور صلاحیتیں بھی منتقل ہو جاتی ہیں۔ جواب اس میں ہیں۔

اس کے علاوہ لاہور بیت الرضا کی مسجد میں اپنے جمعہ کے خطاب کی وڈیو فلمیں دکھاتا رہا۔ ان جمعہ کے خطاب میں کافی قابل اعتراض مواد موجود ہے۔ جس کو دین علم نہ رکھنے والا تو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر دین کا علم رکھنے والے پر عیاں ہے۔ خاص طور پر جہاں ان میں آیات: ”واذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفه“ موسیٰ علیہ السلام کے طور پر واقعہ: ”یاموسیٰ انی اناالله ، لااله الا ان“ سورۃ کہف کی آیت: ”قل انما انابشرمثلکم“ سورۃ حجر کی آیت: ”وعلمو ان فی کم رسول الله“ کا بیان اور تفسیر بیان کی گئی ہے۔ قابل توجہ ہیں۔ جمعہ کے خطاب کے وڈیو کیسٹ یوسف علی یا یوسف رضا بک سے حاصل کئے جائیں۔ میری یوسف علی کے ساتھ میسیت کے آخری دنوں میں اس نے موسیٰ علیہ السلام پر بنی ہوئی فلم دکھائی۔ اس فلم میں بہت سے حصے ایسے ہیں جو قرآن کریم میں بیان شدہ واقعات سے تفاوت رکھتے ہیں۔ یہ فلم کیوں دکھائی گئی میں سمجھنے سے قاصر ہوں اور نہ ہی ان واقعات کی جو قرآن کریم کے بیان سے تفاوت رکھتے ہیں۔ ان کی نشان دہی کی گئی۔ جب بھی کوئی صاحب حیثیت نیا شخص یوسف علی کی محفل میں آتا تو بیان کے بعد ملاقات میں اس سے یہ کہتا کہ آپ آئے ہیں تو آپ کو تحفہ دیتے ہیں۔ آپ کو خوشخبری ہے کہ جب تک کھلی آنکھوں سے حضور پاک ﷺ کا دیدار نہ کریں گے آپ نہیں مریں گے۔ یہ خوشخبری کراچی جیم خانہ میں بھی اپنی تقریر کے دوران سب حاضرین کو دی۔ جو ان کے وڈیو

پر ضرور ہوگی قلم جو اس وقت وہاں بنائی گئی تھی۔ایسی خوشخبری ہر کس و ناقص کو کون دے سکتا ہے۔سوائے اس کے جو اس کا دعویٰ دار ہو۔

شروع میں یوسف علی کے لباس اور بودوباش میں کروفر نہیں تھا۔وقت کے ساتھ اس نے اپنے معتقدین سے تحائف اور نقد رقمیں لینا شروع کر دیں۔یکمشت رقمیں بھی اور ماہانہ بھی مجھے بھی ماہانہ رقم کا یہ کہہ کر مطالبہ کیا کہ انتظامی معاملات اور تبلیغ کے سلسلہ میں کافی خرچ ہوتا ہے۔جو میں خود برداشت نہیں کر سکتا۔اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ سب ساتھیوں سے ماہانہ رقم لے کر اسے پورا کیا جائے۔یہ بات خلوت میں بلا کر مجھے اس وقت کہی گئی جب یہ محفل زید زمان کے گھر میں منعقد ہوئی تھی اور زید زمان اس وقت چند دنوں کے لئے اسلام آباد سے کراچی آئے ہوئے تھے۔زید زمان کے ڈرائنگ روم کے ساتھ والے چھوٹے کمرہ میں بلا کر کہی گئی۔میں نے چند ماہ تو رقم دی پھر بند کر دی کیونکہ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ رقم ذاتی استعمال میں آرہی ہے۔

شروع میں تو یہ سادگی سے اس گھر میں رہتا تھا جو اس کی بیوی کی سروس کے سلسلہ میں جی او آر شادمان لاہور میں ملی ہوئی تھی۔جب یوسف علی کے پاس رقم جمع ہوگئی تو اس نے اچھی جگہ پر گھر دیکھنا شروع کر دیا۔ہمیں محفلوں میں یہ بتایا جاتا کہ آج سے 1400 پہلے رسول اللہ ﷺ سادگی سے رہتے تھے۔مسجد نبوی بھی سادہ تھی اور مسجد حرام بھی۔ہم نے مطلق سے کہا ہے کہ اب مسجد نبوی اور مسجد حرام دنیا کی بہترین عمارتوں میں سے ہیں تو مطلق نے کہا ہے کہ اب آپ بھی اسی شاندار طریقہ سے زندگی گزاریں۔اس لئے ہم نے ڈیفنس لاہور میں اعلیٰ کوٹھی لی ہے اور اسے خوبصورت طریقہ سے اراستہ کیا ہے۔جن سے رقم لی جاتی ان کو بتایا جاتا کہ میں تو رقم خیرات کر دیتا ہوں۔اور مجھے خرچ کے لئے رقم سعودی عرب اور مدینہ منورہ سے آتی ہے۔جب کہ خیرات کرنے کے کوئی شواہد نہیں ہیں۔

سنت رسول اللہ اور اس پر کاربند بزرگوں کے طریقہ کے برعکس محفل میں یوسف علی خود تو خاص طور پر اراستہ کرسی پر بیٹھتا تھا اور خاص لوگوں کو بھی صوفہ پر بٹھایا جاتا تھا جس میں عبدالواحد کموڈور یوسف صدیقی اور میں تو ہوتے ہی تھے۔اس کے علاوہ چند لوگوں کو چن کر اوپر بٹھایا جاتا باقی سب حاضرین محفل نیچے ہی بیٹھتے تھے۔

میرے یوسف علی کے ساتھ آخری ایام میں سے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عبدالواحد کے گھر بیٹھے

ہوئے تھے۔ کموڈور یوسف صدیقی صاحب نے سوال کیا کہ حضرت آپ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام میں اور 1400 سال پہلے بھی آئے۔ پھر آپ جیسے کہ یوسف علی نے بیان کیا ہوا تھا بعد میں مختلف لباسوں میں آتے رہے جیسے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' بابا فرید شکر گنج وغیرہ اور اب بھی آئے ہیں۔ تو سب سے زیادہ شان کب رہی۔ پہلے تو کہا کہ سب سے زیادہ شان تو 1400 سال پہلے والے لباس میں تھی۔ (یوسف نام لینے کی بجائے 1400 سال پہلے والی اصطلاح استعمال کرتا تھا) مگر جواب شان ہے وہ کبھی نہیں تھی۔ 14000 سال پہلے وہ ڈیوٹی پر تھے اب ہنڈی پر ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق :" واذقال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خليفه "اور حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر واقعہ کا بیان :" یاموسیٰ انی انااللہ . لااله الا ان "اور "قل انما انا بشرمثلكم "اور :" وعلمو ان فيكم رسول الله "ان آیات کی تشریح اور ان پر بیان کراچی کی محفلوں میں بھی کیا گیا۔ مگر اس بیان کی وڈیو کیسٹ جو جمعہ کی تقاریر میں یوسف رضا صاحب کی مسجد بیت الرضا میں تیار کی گئی تھیں وہ لا کر دکھا دے تو مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور علماء کرام تو کیا عام دین کا علم رکھنے والا بھی اس کو دیکھ کر محسوس کرے گا کہ کتنی غلط بیانی کی گئی ہے۔ وڈیو کیسٹ یوسف رضا صاحب یوسف علی سے حاصل کیے جائیں۔

حقیقت کے متعلق یوسف علی کا بیان کچھ اس طرح سے ہوتا کہ محمد ﷺ کسی لباس کا نام نہیں (بشری صورت کو لباس کہتا ہے) بلکہ اس نور کا نام ہے جو وراء الوراء ہو تو اللہ ہے۔ ظہور میں ہو تو محمد ﷺ ہے۔ اس کا نزول "مسٹر آدم" پر ہوا تو آدم علیہ السلام بن گئے اور اس طرح سے انبیاء اور رسولوں میں ہوتا رہا اور ظہور ہوتا رہا۔ اپنے وقت پر نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نزول ہوتا رہا اور ظہور ہوتا رہا۔ آج سے 1400 سال پہلے نور اور نماز کا نام اکٹھا ہو گیا اور نور محمد' محمد بن عبداللہ پر نازل ہوا ان کے بعد بقول یوسف علی کے یہ نور ابو بکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' علی' حسین' حسن' زین العابدین وغیرہ میں ظہور کرتا رہا۔ اپنے وقت میں یہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ہوتا ہوا بابا فرید شکر گنج پر نازل ہوا۔ بقول یوسف علی کے اسی لئے جب کسی نے بابا فرید شکر کے آگے کسی نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا کہ میرا پاؤں سب ولیوں کی گردن پر ہے تو بابا فریدؒ نے کہا تھا کہ یہ سچ ہے مگر سوائے میرے۔ اور اس کے بعد مختلف لباسوں میں ہوتا ہوا اب وہ مجھ (یوسف علی) میں ہے۔ نبوت کا

دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اب نبوت نہیں آنی۔ بقول یوسف علی کے کوئی پوچھے کہ اس وقت محمد بن عبداللہ کہاں ہیں تو وہ اپنے لباس کے ساتھ اللہ کے پاس ہیں۔ بقول یوسف علی کے مدینہ میں تو صرف مکان ہے مکین تو آپ کے سامنے ہے اور اس سلسلہ میں سورۃ حجرات کی آیت پڑھتا: ” وعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ“

جب یوسف علی دیکھتا کہ اس کے ساتھ کسی کا تعلق اور یقین گہرا ہو گیا ہے تو اس کو علیحدگی میں لے کر بتاتا کہ میں ہی محمد ہوں۔ (نعوذباللہ) اور پھر سب کے سامنے آکر کہتا کہ اس کو مبارک باد دو اسے حقیقت مل گئی ہے۔ مگر اس بات کی تلقین کرتا تھا کہ وہ شخص اس بات کا کسی اور کے سامنے اظہار نہیں کرے گا جس کو اس قابل سمجھے گا یوسف علی خود ہی بتائے گا۔ اور محفل میں بھی اس قسم کی بات کوئی آپس میں نہیں کرے گا۔

نماز باجماعت بھی یوسف علی کی موجودگی میں کلی باجماعت ہوتی تھی۔ فرائض بھی اور سنت ونوافل بھی۔ فرق صرف اتنا ہوتا کہ فرائض میں تکبیر وغیرہ یوسف علی اونچی آواز میں کہتا جیسے سب جگہ مسجدوں میں ہوتا ہے۔ سنت ونوافل اونچی تکبیر کے بغیر اس کی حرکات کو دیکھ کر اکٹھا ادا کی جاتی تھیں۔

کئی دفعہ یوسف علی جب محفل خاص میں بیٹھا ہوتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ اس وقت پوری روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی محفل نہیں ہے۔

تحائف کا بشمول نقد رقم کی خاص تلقین کرتا تھا کہ تحائف باقاعدگی سے دیتے رہا کرو مگر یہ خیال رہے کہ احسان تحفہ دینے والے کا نہیں بلکہ تحفہ لینے والا اسے قبول کر کے احسان کر رہا ہے۔ اور جن کو خاص مقامات کی خوشخبری دی ہوئی تھی ان کو مال اور آمدن کا پانچواں حصہ دینے پر زور دیتا تھا۔

یوسف علی یہ بھی اکثر کہا کرتا تھا کہ دنیا کی سربراہی پاکستان کو ملنے والی ہے۔ اور اس کا سربراہ یوسف علی اپنے آپ کو بتاتا تھا اور مجلس میں حاضرین کو مخاطب کر کے کہتا تھا کہ اس سلسلہ میں آپ لوگوں سے خاص کام لیا جائے گا۔ اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کر لیں جب مطلق چاہے گا تو حالات خود بن جائیں گے۔ آپ صرف اپنے حضرت سے تعلق درست رکھیں اور دنیا میں مزے کرتے رہیں۔

یوسف علی نے اپنے کتابچہ ”مرد کامل“ کا وصیت نامہ میں کچھ ایسی باتیں لکھی ہیں جو گستاخی کے زمرہ میں آتی ہیں۔ یہ کتابچہ یوسف علی نے خود مجھے دیا تھا۔ سرورق پر ہے:

میں ان کی ذات میں گم ہوں میرا وجود کہاں؟

یہ لوگ کس کو ان کا غلام کہتے ہیں؟

صفحہ نمبر1 پر صرف اتنا لکھا ہے: ”صاحب تحریر مرد کامل“ اپنا نام نہیں لکھا۔ یوسف علی کے بعض موجودہ معتقدین نے اسی کتابچہ کے حوالہ سے بعض اخبارات میں ایسے اقتباسات چھپوائے ہیں جن سے یوسف علی کی بزرگی ظاہر ہوتی ہو۔ یعنی اس کتابچہ کو یوسف علی کی تحریر تسلیم کیا ہے۔

صفحہ نمبر2 پر اول شعر ہے:

تیری بندگی کے صدقے میری شان کبریائی

اور آخری شعر ہے:

یہ علی ہے تیرا بندہ اس کی شان کبریائی

صفحہ نمبر5: ”یہ معرفت کتابوں سے ممکن نہیں، قرآن کے ترجمے اور تفاسیر سے بھی اسے حاصل کرنا آسان نہیں، یہ تو زندہ قرآن نور قرآن سر تاپا قرآن یعنی مرد کامل سے حاصل ہوتی ہے۔ مرد کامل انسان کامل ﷺ کا مظہر ہوتا ہے۔“

صفحہ نمبر23: ”جن کے قدم قدم پر حضور رسول کریم ﷺ کی روشن کی ہوئی نور کی شمعیں روشن ہیں ان میں کوئی صدیق اکبرؓ کوئی فاروق اعظمؓ کوئی عثمان غنیؓ کوئی حیدر کرارؓ کوئی حسن مجتبیٰؓ کوئی حسین سید الشہداء کوئی غوث الاعظم .... کوئی فرد وحید مرد کامل غلامان غلام کوئی خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین کوئی سیدہ عائشہ کوئی خدیجۃ الکبریٰؓ کوئی منفرد خاتون طیبہ اور کوئی فاطمہ علی۔“ (طیبہ اس کی بیوی کا نام ہے۔ اور فاطمہ اس کی بیٹی، فاطمۃ الزہرا کا ذکر اس سے پہلے خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین کے طور پر آچکا ہے۔)

صفحہ نمبر27: ”ہم بحر بیکراں کی موجیں ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچانیں، ہم انشاء اللہ کل کسی اور نام سے آجائیں گے۔“

صفحہ نمبر28: ”حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ انسان کامل .... رسول الناس .... اپنی ہر شان میں ہم میں اور ہم پر موجود ہیں۔“

صفحہ نمبر32: ”انسان کامل کا نور صدیق اکبرؓ میں صدیقیتؓ فاروق اعظمؓ میں فاروقیتؓ عثمان

غنیؓ میں عثمانیت‘‘ حیدر کرارؓ میں ولایت‘ سیدنا فاطمہ میں فاطمیت‘‘ شہزادہ کونین سیدنا حسنؓ میں حسنیت اور شہزادہ کونین سیدنا حسینؓ میں حسینیت .... سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ ’’غوث اعظم میں غوثیت اور آج کے مرد کامل میں کاملیت بن کر چمک رہا ہے۔‘‘

صفحہ نمبر39 : ’’انفاق فی سبیل اللہ جن صاحبان نصیب کو دیدار رسول نصیب ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے وہ اس کا خاص خیال رکھیں۔ اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ اپنے اللہ اور رسول کے لئے مقرر کریں۔ دیگر احباب اپنے پاس جمع رکھیں جب انہیں معیت رسول ﷺ حاصل ہو۔ اپنا تحفہ پیش کریں۔‘‘

ان میں نام تو اپنا نہیں لکھا مگر ظاہر ہے کہ جب اپنے آپ کو ’’مرد کامل‘‘ کے طور پر پیش کر رہا ہے تو یہ سب اشارے یوسف علی کے اپنی طرف ہی ہیں۔

یوسف علی کبھی کبھی اپنے حضرت کا ذکر بھی کیا کرتا تھا (مگر انکا نام اور پتہ کبھی نہیں بتایا تھا) بقول یوسف علی کے وہ صاحب مدینہ منورہ میں تھے تو ان کو حکم ہوا کہ وہ پاکستان جا کر یوسف علی کی تربیت کریں۔ اور یہ کہ یوسف علی کو یہ عہدہ یعنی ’’مرد کامل امام وقت‘‘ عطا ہونے کی نشان دہی اور خوشخبری بھی اس کے حضرت نے دی۔ ایک دفعہ ذکر کیا کہ تربیت کی ذمہ داری پہلے واصف علی واصف مرحوم کو ملی تھی مگر ان سے کچھ غلطی ہو گئی تھی جس وجہ سے پھر یہ ذمہ داری موجودہ حضرت کو دی گئی۔ یہ کون ہیں اس کی نشان دہی کبھی کسی محفل میں نہیں کی۔ مخصوص لوگوں کو ممکن ہے بتایا ہو۔ میرے سامنے کبھی نہیں بتایا۔

اس استفسار پر کہ اس مقام پر آپ کو ظاہری تربیت دینے والے کی کیا ضرورت ہے ایک کہاوت سنائی جاتی تھی کہ :

’’ایک بادشاہ اپنے وزیروں کے ساتھ جنگل میں شکار پر نکلا ہوا تھا وہ ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اسے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ایک جھونپڑی نظر آئی اس میں سے ایک نوجوان لڑکی نکلی۔ اس سے پانی مانگا۔ لڑکی نے ٹھنڈے پانی میں گھاس کے تنکے ڈال کر دیا۔ جب بادشاہ نے پانی پی لیا تو لڑکی نے بتایا کہ آپ کا جسم گرم تھا‘ پانی ٹھنڈا تھا۔ آپ جلدی سے پی جاتے تو نقصان ہو سکتا تھا۔ اس لئے تنکے ڈالے کہ ٹھہر ٹھہر کر پئیں گے۔ اس کی ذہانت پر بادشاہ نے اسے ملکہ بننے کے لئے چن لیا۔ محل میں لے کر پھر اسے محل کے آداب کی تربیت دی گئی۔ نقطہ یہ ہے کہ وہ ملکہ بننے کے لئے چنی جا چکی تھی۔ اس میں تربیت کا عمل دخل نہیں تھا اور پھر یوسف علی کہتا تھا کہ ہمارا چناؤ تو ازل سے ہو چکا ہے جس کی نشان دہی اس نے ’’مرد کامل کے

وصیت نامہ“ کے صفحہ 21-20 پر کی ہوئی ہے۔

ظاہر میں ساتھ رہتے ہوئے اندر سے میں بدل چکا تھا۔ جس کی وجہ سے مجھ پر بڑا ذہنی تناؤ رہتا تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی آنکھ کے سفید موتیا کا اپریشن کرانے سے پہلے (جو 18 اکتوبر 1996 میں ہوا) اس بات کا اعلان بھی کر دوں گا۔ اور یوسف علی کے کذب کو سامنے لاؤں گا۔ چنانچہ چند ساتھیوں کے سامنے تو اظہار کر ہی دیا ہوا تھا۔ اب محمد علی ابوبکر کے سامنے اور پھر سہیل احمد کے سامنے اس کا اظہار کیا۔ اس کے بعد کموڈور یوسف صدیقی کے گھر میں عبدالواحد ان کی بیوی اور پھر محمد علی ابوبکر کو ملا کر سب کے سامنے اس کا اظہار کیا اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے اس کے کذب کی نشان دہی کی۔ عبدالواحد نے تو زیادہ سننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں منحرف ہو گیا ہوں مگر موڈور یوسف صدیقی اور ابوبکر صاحب ملتے رہے۔ اور وضاحتیں چاہتے رہے اور وہ بھی دل سے یوسف علی سے متنفر ہو گئے تھے۔

میری آنکھ کا اپریشن 18 اکتوبر 1996 کو ہوا۔ اس کے بعد جب یوسف علی کراچی آیا تو گوا سے پتہ چل چکا تھا کہ میں اس کو رد کر چکا ہوں یہ ہوائی اڈہ سے سیدھا میرے گھر آیا۔ میں نے اپنے بیٹے کو کہہ دیا تھا کہ اس کو گھر میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس نے کہا کہ اس نے صرف تیمار داری کرنی ہے۔ مگر میں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ 15-20 منٹ انتظار کرنے کے بعد واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے حواریوں سے مجھے دھمکیاں ملنی شروع ہو گئیں۔ کردار کے لحاظ سے مجھے اکثر یوسف علی کی حرکتیں اچھی نہیں لگتی تھیں۔ خاص طور پر مستورات کے لحاظ سے اور ان کو خلوت میں ملنے سے اور دوسرے جس طرح سے یوسف علی اعلیٰ کھانوں کا شوقین ہے میں نے بزرگان سلف کے لحاظ سے جو سن رکھا تھا یہ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔

عقیدۂ ختم نبوت

(۱) ختم نبوت پر یقین رکھنا، لاالہ الا محمد رسول اللہ کا تقاضا ہے۔
(۲) پوری دنیا کے مسلمان آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔
(۳) ختم نبوت کا منکر خواہ کوئی بھی ہو کافر ہے۔

فیصلہ لاہور ہائی کورٹ بہاول پور بنچ

ترجمہ: رانا رضوان احمد ایڈووکیٹ

چک نمبر 11 فورڈ چشتیاں ضلع بہاول نگر میں ایک قادیانی نے اسلامی اصطلاحات کو استعمال کیا۔ قادیانی عبادت گاہ کو مسجد کی طرز پر بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر اس کے خلاف کیس دائر ہوا۔ لاہور ہائی کورٹ بہاول پور بنچ کے جسٹس میاں نذیر اختر صاحب نے ضمانت کی درخواست پر فیصلہ تحریر فرمایا۔ جس کی خبر لولاک کے کسی پہلے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ ذیل میں جسٹس میاں نذیر اختر صاحب کے فیصلے کے مکمل متن کا ترجمہ پیش کرنے کی ادارہ لولاک سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یاد رہے کہ اب اس قادیانی ملزم کو مقامی عدالت بھی سزا سنا چکی ہے۔ ذیل میں ہائی کورٹ کے فیصلے کا مکمل اردو متن ملاحظہ فرمائیں:

بعدالت جناب جسٹس میاں نذیر اختر صاحب858-B-99/BWP عطاء اللہ ولد چوہدری عمر دین ذات جٹ وڑائچ سکنہ چک نمبر 11 فورڈ تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر (حال مقید ڈسٹرکٹ جیل ضلع بہاول نگر پٹیشنر) بنام سرکار (ریسپانڈنٹ) درخواست ضمانت بعد از گرفتاری زیر دفعہ 498 ضابطہ فوجداری مقدمہ نمبر 302/99 مورخہ 99-9-8 زیر دفعہ 298/B - 298 C تعزیرات پاکستان پولیس تھانہ صدر چشتیاں حکم مورخہ 99-10-12 رانا سردار احمد ایڈووکیٹ منجانب پٹیشنر (درخواست گذار) عبدالرحمن طیب' محمد اختر قریشی' شبیر احمد بھٹہ اور غلام رسول ایڈووکیٹ (منجانب مستغیث) سلیم نواز عباسی اے اے جی بہ معاونت اسلم راشدی ایڈووکیٹ منجانب سرکار بہمراہ محمد اشفاق اے ایس آئی ایم ایس بلال احمد قاضی اور حق نواز قمر ایڈووکیٹ (بحیثیت دوست معاون عدالت) مولانا عزیز الرحمن (دوست معاون عدالت)

1-------درخواست گزار نے مقدمہ نمبر 302/99 مورخہ 99-9-8 زیر دفعہ 298B تعزیرات پاکستان پولیس تھانہ صدر چشتیاں ضلع بہاول نگر درج شدہ میں ضمانت کی درخواست دی ہے۔

2-------اس کیس میں مورخہ 99-9-4 کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بہاول نگر نے اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں کو ایک درخواست پیش کی جس میں الزام لگایا گیا کہ پٹیشنر نے مسجد کی طرز پر عبادت گاہ تعمیر

کر کے زیر دفعہ 298B کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ درخواست ضروری کارروائی کے لئے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول چشتیاں کو بھجوادی گئی۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے پولیس پارٹی' مولانا عبدالقادر کشمیری' مولانا عزیز الرحمٰن ساکنان چشتیاں اور چک نمبر 11 کے متعدد رہائشی افراد کے ہمراہ موقعہ ملاحظہ کیا اور پٹیشنر کا ڈیرہ گھر' مسجد کی طرز پر تعمیر پایا۔ عمارت میں مینار' محراب اور ایک (Crest) مسجد کی طرز پر تھا۔ علاقے کے لوگوں کی موجودگی میں متنازعہ عمارت کی تلاشی لی گئی جہاں سے بڑی تعداد میں کتابیں' قادیانی لٹریچر اور قرآن پاک کا ایک نسخہ برآمد کیا گیا۔ جو پولیس نے فرد مقبوضگی کے تحت قبضہ میں لے لیا۔ قرآن پاک کے تقدس کے تحفظ کے پیش نظر متنازعہ جگہ سے برآمد ہونے والا قرآن پاک مولانا عزیز الرحمٰن خطیب جامع مسجد تحصیل والی کے حوالے کر دیا گیا۔ فرد مقبوضگی پر دستخط کیے گئے جن میں دیگر کے علاوہ پٹیشنر کا بیٹا مختار احمد بھی شامل ہے جس نے بتایا کہ پٹیشنر عبادت گاہ کی اس جگہ کا منتظم تھا۔ علاقے کے لوگوں نے بھی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو بتایا کہ پٹیشنر قادیانی فرقے کی تبلیغ کے لئے متنازعہ جگہ پر مبلغین کو عموماً لاتا ہے۔ دوران تفتیش پولیس نے مولانا عبدالقادر کشمیری' مولانا عزیز الرحمٰن' بشیر احمد نمبردار چک نمبر FW11' امجد رشید' سردار اور محمد شفیق یونس کے بیانات ریکارڈ کیے جو چک نمبر FW11 کے رہائشی ہیں جہاں پر متنازعہ عمارت واقع ہے۔

3------ درخواست کی سماعت 4-10-99 کو شروع کی گئی تھی۔ دلائل کے دوران استغاثے کے فاضل وکیل نے نشاندہی کی کہ ملزم نے متنازعہ جگہ عبادت گاہ کو مسلمانوں کی روایتی مسجد کی شکل میں تعمیر کیا ہے۔ پٹیشنر کے فاضل وکیل نے قوی طور پر بیان کیا کہ اگر (متنازعہ عمارت) کا ڈھانچہ (تعمیر) مسلمانوں کی روایتی مسجد سے مشابہت رکھتی تھی تو اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور مینار وغیرہ گرا دیئے جائیں گے۔ اس بات کا تعین کرنے کے لئے کہ آیا موجودہ ڈھانچہ (عمارت) مسلمانوں کی مسجد سے مشابہت رکھتے ہیں' مستغیث کو اجازت دی گئی کہ متنازعہ عمارت کی تصاویر ریکارڈ پر پیش کرے۔ مقدمے کی سماعت 7-10-99 تک ملتوی کر دی گئی جب استغاثے کے فاضل وکیل نے چھ تصاویر ریکارڈ پر پیش کیں جو ضمیمہ E سے F/5 تک ہیں۔ پٹیشنر (ملزم) کے فاضل وکیل نے دو تصاویر ریکارڈ پر پیش کیں جو ضمیمہ F اور F/1 ہے۔ مذکورہ تصاویر واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ ڈھانچہ (تعمیر) بالکل روایتی مسلمانوں کی مسجد کی طرح ہے۔ جب سوال کیا گیا کہ آیا ڈھانچہ (تعمیر) متنازعہ کو ختم کرنے کے لئے تبدیل کر دیا جائے گا۔ پٹیشنر کے فاضل وکیل نے بیان کیا کہ پٹیشنر (ملزم) ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ یہ کہ 4-10-99 کی پیشکش صرف اسی تاریخ کے لئے موثر تھی اور مزید کہا کہ پٹیشنر (ملزم) ذاتی طور پر فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں تھا اور یہ کہ موجودہ متنازعہ عمارت کے ڈھانچہ (تعمیر) میں تبدیلی کا فیصلہ جماعت احمدیہ کر سکتی ہے۔

4------مزید سماعت سے قبل یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ 99-10-4 کو پٹیشنر کے فاضل وکیل نے اصرار کیا کہ ملزم کی عمر تقریباً 65 سال ہے اور کمزور و ضعیف شخص ہے۔ پٹیشنر کی عمر اور اس کی صحت کے بارے میں جیل ڈاکٹر سے رپورٹ طلب کی گئی۔ ڈاکٹر نے رپورٹ کی کہ پٹیشنر کی عمر 60 سال کے قریب ہے اور صحت نارمل ہے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں پٹیشنر کے فاضل وکیل نے پٹیشنر کی مذکورہ ضعیف العمری اور کمزوری کی بنیاد پر درخواست ضمانت پر زور نہیں دیا۔

5------استحقاق پر پٹیشنر کے فاضل وکیل نے بڑی محنت سے دلائل دیئے کہ یہ ایک عام نوعیت کی ایف آئی آر ہے جو زیر دفعہ 298B تعزیرات پاکستان درج کی گئی۔ جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہ آتی ہے۔ یہ کہ فریق کے انوکھے اعتقاد کی بنیاد پر معاملے کو تصفیہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ یہ کہ ایف آئی آر کی تحریر سے ملزم کے خلاف کوئی جرم نہیں پایا گیا کہ پٹیشنر کے ذریعے نہ تو عبادت گاہ کا نام ”مسجد“ رکھا گیا اور نہ ہی اس نام سے پکارا گیا۔ یہ کہ جگہ (عمارت) کے دروازے پر ”بیت الاحمدیہ“ کے الفاظ لکھے گئے جیسا کہ تصاویر ضمیمہ F اور F/1 سے ظاہر ہے۔ یہ الزام کہ عبادت گاہ کی جگہ کی تعمیر سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں (بے بنیاد) غلط ہے۔ کیونکہ تعمیر کے دوران مقدمہ کی رجسٹریشن تک کسی نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ یہ رپورٹ ایک تنظیم ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر“ کے ذریعے درج کرائی گئی تھی اور چشتیاں کے کسی باشندے نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ کہ پٹیشنر (ملزم) قادیانی گروپ کی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس نے کبھی اپنا ایمان (اعتقاد) چھپایا نہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ کہ اراضی جس پر متنازعہ عمارت تعمیر کی گئی پٹیشنر سے تعلق رکھتی ہے (ملکیت ہے) اور قادیانی ہونے کی حیثیت میں اس کی تعمیر میں بھی حصہ لیا ہے۔ یہ ایف آئی آر غلط طور پر درج کی گئی اور آئین پاکستان کے آرٹیکل 4، 20 اور 25 کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ یہ کہ ضمانت سے صرف اس بنیاد پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جرم سوسائٹی (معاشرے) کے خلاف ہے اور یہ کہ موجودہ مقدمے کی طرح (سابقہ مقدمہ میں ضمانت لی گئی جو ضابطہ فوجداری کے دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہیں آتا تھا۔ اس موقف کی تائید میں اس نے درج ذیل فیصلوں پر انحصار کیا۔

نمبر 1...... محمد اسلم بنام سرکار 1998ء پاکستان کریمنل لاء جرنل 522

نمبر 2...... اصغر محسن وغیرہ بنام سرکار 1995 پاکستان کریمنل لاء جرنل 544

نمبر 3...... سکندر رانے کریم بنام سرکار این ایل آر 1995 ایس سی جے 288

نمبر 4...... سید احمد علی رضوی وغیرہ بنام سرکار این ایل آر 1995 ایس سی جے 601

6------ دوسری طرف سے فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے ضمانت کی مخالفت کی اور موقف اختیار کیا کہ پٹیشنر (ملزم) نے واضح طور پر زیر دفعہ 298B کے ساتھ ساتھ 298C تعزیرات پاکستان کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ یہ کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ ایک روایتی مسلم مسجد کی طرز پر تعمیر کرنے کے حق دار نہیں ہیں۔ یہ کہ ایسا کرنے سے انہوں نے قصداً ملک کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ تفتیش کے دوران پایا گیا ہے کہ عبادت گاہ کی متنازعہ جگہ پر قادیانی فرقے کی تبلیغ کے لئے مبلغین کو لایا گیا۔ یہ کہ اس طرح کے طرز عمل کو جاری رکھنے کی اجازت دی گئی تو یہ امن وامان کی گھمبیر صورتحال پیدا کر سکتی ہے۔ یہ کہ پٹیشنر (ملزم) کو محض اس بناء پر ضمانت کی اجازت نہیں جاسکتی کیونکہ جرم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہیں آتا۔ جیسا کہ اس نے جان بوجھ کر قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے طرز عمل سے ظاہر کیا ہے کہ وہ متنازعہ عمارت میں تبدیلی نہ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب جاری رکھ سکتا ہے۔ یہ کہ مسجد شعائر اسلام میں شامل ہے اور مسلمانوں کے لئے عبادت' ان کے مذہبی ثقافت اور تعلیم کے لئے ایک اہم جگہ ہے۔ یہ کہ تفتیش کے دوران کافی مواد اکٹھا کیا گیا۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ پٹیشنر علاقے کے باشندگان کو عبادت گاہ لاتا ہے تاکہ وہ قادیانی مبلغین کو سن سکیں۔ یہ کہ قرآن پاک مسلمانوں کی مقدس کتاب ہونے کی حیثیت سے قادیانیوں یا دیگر غیر مسلموں سے جو پاک صاف "طاہر" نہ ہوں' کے ذریعے نہیں چھوئی جانی چاہئے۔ یہ کہ محض یہ حقیقت کہ عبادت گاہ کے دروازے یا محراب کے اندرونی دروازے پر الفاظ "بیت الاحمدیہ" لکھے گئے ہیں مسلمانوں کو فریب دینے کے امکان کے تدارک کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ علاقے کے باشندگان کی ایک بڑی تعداد ان پڑھ ہے جو مذکورہ بالا الفاظ نہیں پڑھ سکتے اور حتیٰ کہ بصورت دیگر عام طور پر پڑھے لکھے افراد بھی توجہ نہیں دیتے کہ گیٹ یا محراب وغیرہ پر کیا لکھا ہوا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو فریب دینے کا ہر امکان ہے جو غلطی سے عبادت گاہ میں جاسکتے ہیں اور اپنی نماز ایک غیر مسلم قادیانی امام کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔ اپنے اس موقف کی تائید میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے مقدمہ "ظہیر الدین وغیرہ بنام سرکار وغیرہ" (1993 ایس سی ایم آر 1718) کے فیصلہ پر انحصار کیا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298B کا حوالہ دیتے ہوئے فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ

جنرل نے موقف اختیار کیا کہ الفاظ "Refer To" استعمال شدہ دفعہ 298B تحتی دفعہ (1) کی شق (D) تعزیرات پاکستان کا مطلب سیاق و سباق سے ہے کہ بطور مسجد عبادت گاہ پر توجہ دلانا اور یہ کہ عام طور پر مسلم مسجد کے معروف ڈیزائن پر عبادت گاہ کی تعمیر سے ملزم (پٹیشنر) نے توجہ مبذول کرائی کہ جیسے متنازعہ ڈھانچہ (عمارت) ایک مسجد تھی۔

7۔۔۔۔۔۔ مستغیث کے فاضل وکیل مسٹر اے آر طیب ایڈووکیٹ نے عام طور پر فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے دلائل اختیار کئے اور مزید کہا کہ پٹیشنر (ملزم) کی طرف سے ارتکاب کردہ جرم 298B اور 298C تعزیرات پاکستان کے ساتھ ساتھ دفعہ 9 انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997ء کے زمرے میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم مسجد کی طرز پر عبادت گاہ کی دیدہ دانستہ تعمیر سنگین جرم ہے جس پر مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا ہے۔ مسلمانوں اور قادیانیوں میں کشیدگی کی فضاء پیدا کی ہے لہذا ملزم "دہشت گردی اقدام" کے ارتکاب میں ملوث ہے۔ انہوں نے مزید دلیل دی کہ قرآن پاک "صحف المطہرہ" یا اللہ تعالیٰ کی مقدس وحی ہے اور جب عربی زبان میں لکھی گئی ہو تو صرف پاک صاف مسلمان ہی اسے چھو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ جب مسلمان غیر طہارت کی حالت میں ہو تو شریعت کے اصول کے تابع وہ قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس سے بہت کم ایک غیر مسلم جیسے قادیانی جو کہ وراثتاً پاک صاف نہیں ہیں (قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا) اس سلسلے میں انہوں نے قرآن پاک کی متعلقہ آیات اور مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر قرآن کا حوالہ دیا۔ اسی اثناء میں عدالت میں موجود مولانا عزیز الرحمٰن اس نقطہ کی وضاحت کے لئے آگے بڑھے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ عربی زبان میں قرآن پاک کو کوئی غیر مسلم نہیں چھو سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس الفاظ جو کہ عربی زبان میں ہوں۔ اگر یہ کسی اور زبان میں مترجم ہوں پھر وہ ترجمہ تمام غیر مسلم رہنمائی کے مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اے آر طیب ایڈووکیٹ نے مزید بتایا کہ متنازعہ جگہ "مسجد ضرار" کی طرح ہے اور اسے مسمار کر دیا جانا چاہیے کیونکہ یہ فرقہ ورانہ کشیدگی اور منافرت کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ آخر میں انہوں نے دلیل پیش کی کہ پٹیشنر بطور استحقاق ضمانت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر جب یہ مجرمانہ عمارت میں ترمیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ انہوں نے درج ذیل فیصلوں پر انحصار کیا:

نمبر 1 ...... محمد آزاد خان بنام سرکار 1988 پاکستان کریمنل لاء جرنل 1245

نمبر2...... سرکار بنام محمد نذر و غیرہ پی ایل ڈی 1991 لاہور 433

نمبر3...... طارق بشیر و پانچ دیگران بنام سرکار پی ایل ڈی 1955 ایس سی 34

نمبر4...... کنور خالد یونس و غیرہ بنام سرکار پی ایل ڈی 1955 کراچی 347

نمبر5...... محمد افضل و غیرہ بنام سرکار پی ایل ڈی 1997 ایس سی ایم آر 278

نمبر6...... امتیاز احمد و غیرہ بنام سرکار پی ایل ڈی 1997 ایس سی 545

نمبر7...... پیر بخش و چار دیگران بنام سرکار 1999 پاکستان کریمنل لاء جرنل 111

نمبر8...... محمد سعید بنام سرکار پی ایل ڈی 1999 کراچی 345

8------ مسٹر شبیر احمد بھٹہ اور غلام رسول ایڈووکیٹس برائے مستغیث نے مسٹر اے آر طیب ایڈووکیٹ کے اٹھائے گئے نکات کی تائید کی اور اضافہ کیا کہ حرم کعبہ کی حدود میں غیر مسلموں کے داخلے پر ممانعت ہے کیونکہ وہ ”نجس“ یا غیر صاف ہوتے ہیں۔

9------ مسٹر محمد اختر قریشی ایڈووکیٹ بھی مستغیث کی طرف سے پیش ہوئے اور دلائل دیئے کہ یہ کہنا غلط تھا کہ مقدمے میں جرم کا ارتکاب عام تعزیراتی جرم ہے۔ یہ کہ قادیانی اور جماعت احمدیہ کے لاہوری گروپس کی غیر اسلامی سرگرمیوں سے متعلقہ قانون کا نفاذ 26-4-84 کو کیا گیا تھا۔ یہ کہ اس وقت سے قادیانی مختلف طریقوں سے قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ملک میں امن و امان کی صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ یہ کہ اسی وجہ سے ان کی صد سالہ تقریبات پر پابندی عائد کی گئی۔ جس پر انہوں نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جو خارج کر دی گئی۔ یہ ظہیر الدین کے مقدمہ میں (پی ایل جے 1994 ایس سی 1) میں یہ قرار دیا گیا کہ ملک میں اسلام سپریم اور موثر قانون ہے اور یہ کہ قادیانی اپنے عقیدے کو اسلام کہہ کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ کہ مذہبی جذبات سے متعلق جرائم بہت سنگین ہیں اور قومی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ کہ اس سطح پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مقدمے میں مزید تحقیق اور تفتیش مطلوب ہے کیونکہ یہ یقین کرنے کے لئے کہ پٹیشنر (ملزم) نے مسلمان مسجد کی طرز پر عبادت گاہ تعمیر کر کے جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ کہ ایف آئی آر کسی بھی اطلاع دہندہ کی رپورٹ پر درج کی جا سکتی ہے جس کا جائے وقوعہ کا رہائشی ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ کہ موجودہ مقدمے میں علاقے کے باشندگان بھی گواہ ہیں۔ جنہوں نے استغاثہ کے مقدمہ کی صحیح

طور پر تائید کی ہے۔ یہ کہ اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں کے احکامات کے تابع ابتدائی انکوائری کے بعد ایف آئی آر درست طور پر درج کی گئی تھی۔ یہ کہ ابتدائی تفتیش انکوائری ضابطہ فوجداری کی دفعہ 196B کے تحت کی جاسکتی تھی۔ یہ کہ اگر پٹیشنر متنازعہ (ڈھانچہ) میں تبدیلی اور مسلمان مسجد سے مشابہت ختم کرنے پر اتفاق کرتا ہے پھر انہیں اسے ضمانت دیئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ کہ موجودہ صورت میں مسلمان گمراہ ہوسکتے ہیں اور جگہ کو اپنی مسجد کے طور پر استعمال کرنے کے لئے آسکتے ہیں۔ جو مستقبل میں تنازعات اور جھگڑے پر منتج ہوسکتے ہیں۔ یہ کہ چالان 99-9-11 کو عدالت میں پیش کیا جاچکا ہے اور عدالت سماعت کو مختصر وقت میں سماعت مکمل کرنے کی ہدایت کی جاسکتی ہے۔

10------ مسٹر بلال اے قاضی ایڈووکیٹ (دوست معاون عدالت) نے موقف اختیار کیا کہ قادیانیوں 'احمدیوں کا مستقل مزاج رویہ ظاہر کرتا ہے کہ انہیں ملک کے قانون کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اصل مسلمان کے طور پر دعویٰ اپنے عقائد کی تبلیغ اور اپنی عبادت گاہ مسلمان مساجد کی طرز پر تعمیر کرکے جان بوجھ کر آئین کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ یہ کہ ان کے عمل ملک کے آئین اور قانون کے اقتدار کی جڑیں کھوکھلی کررہے ہیں۔ یہ کہ وہ اس طرح ملک کے آئین کی خلاف ورزی میں ملوث ہیں۔ یہ موجودہ کیس کوئی ایسا کیس نہیں ہے جس میں کسی نے محرک یا غلطی سے ایک مرتبہ جرم کا ارتکاب کیا بلکہ ایک مسلسل اور عمداً جرم کا ارتکاب ہے۔ یہ کہ پٹیشنر نے ایک مسلمان مسجد سے مختلف شکل دینے کے لئے ڈھانچہ (عمارت) میں تبدیلی سے انکار کردیا ہے لہذا اس کا یہ کردار بھی اسے ضمانت کی صولبدیدی رعایت کے لئے غیر مستحق کرتا ہے۔

11------ مسٹر محمد حق نواز قمر ایڈووکیٹ (دوست معاون عدالت) نے حث کی کہ قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلا قابل ذکر فیصلہ محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاول پور نے 35-2-7 کو دیا تھا اور اس وقت سے قادیانیوں نے اپنی توجہ اس علاقے پر مرکوز کی ہوئی ہے اور اپنے مخصوص عقیدے کو پھیلانے کی جان بوجھ کر کوشش کررہے ہیں۔ یہ کہ اس مقصد کے لئے وہ اس علاقہ میں مبلغین کو بھیجتے رہے ہیں۔ یہ کہ انہوں نے اس علاقے میں عام بولی جانیوالی سرائیکی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ حاصل کیا۔ یہ کہ عبادت گاہ کی متنازعہ جگہ کی تعمیر اس علاقے میں قادیانی فرقے کو پھیلانے کا سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ یہ کہ مسلم امہ کو نقصان پہنچانے کے لئے اسے مسجد ضرار کی طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ پٹیشنر کو جس نے

جان بوجھ کر قانون کی خلاف ورزی کی ہے ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ یہ کہ ضمانت پٹیشنر کی رہائی مسلمانوں کو مشتعل کرے گی اور یہاں تک کہ پٹیشنر کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

12------پٹیشنر کے وکیل نے جواب میں موقف اختیار کیا کہ مستغیث کے فاضل وکیل سرکار اور دوست عدالت کے طور پر پیش ہونے والے فاضل وکلاء کی طرف سے پیش کردہ تمام دلائل ماورائے آئین اور غیر متعلقہ ہیں۔ یہ کہ ایف آئی آر میں ایسا کوئی الزام نہیں ہے کہ پٹیشنر (ملزم) نے خود کو بھی مسلمان ظاہر کیا ہے۔ یا عبادت گاہ کی متنازعہ جگہ کو مسجد کے طور پر کہا ہے۔ یہ کہ آئین پاکستان کی رو سے پٹیشنر غیر مسلم ہے۔ یہ کہ متنازعہ جگہ یقینی طور پر مسلمان مسجد نہیں ہے جس طرح کی جگہ عام طور پر مسلمانوں کے لئے مسجد کی تعمیر کی خاطر مختص نہیں کی گئی تھی۔ یہ کہ جہاں تک محراب کا تعلق ہے امام صوفی کے نزدیک یہ ایک بدعت (Bidaa) یا ایک نئی اختراع ہے جو ایک مسجد کا عام حصہ نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے اس سلسلے میں فتاوٰی دارالعلوم دیوبند جلد دوئم صفحہ 778 کا حوالہ دیا۔ یہ کہ اس سطح پر ضمانت (پر رہائی) کو سزا کے طور پر نہیں روکا جاسکتا۔ یہ کہ فریب غلط فہمی سے بچنے کے لئے متنازعہ جگہ کے صدر دروازے پر ”بیت الاحمدیہ“ کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ عدالت کے سوال پر فاضل وکیل نے بیان کیا کہ الفاظ بیت الاحمدیہ کے بعد الفاظ ”قادیانی گروپ“ شامل کرنے کے لئے پٹیشنر (ملزم) رضامند نہیں تھا۔ انہوں نے مزید درخواست کی کہ مقدمہ میں ایف آئی آر کچھ ابتدائی تحقیقات کے بعد درج کی گئی تھی۔ پھر اسے میرٹ پر کالعدم کیا جاتا تھا۔ ان کے دلائل کے اختتام پر پٹیشنر کے فاضل وکیل سے پھر سوال کیا کہ آیا پٹیشنر تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے موجودہ متنازعہ عمارت کے ڈھانچہ (تعمیر) میں تبدیلی کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے جس کے لئے انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

13------درج بالا معاملہ نزاع جو میرے سامنے پیش کیا گیا کا بغور جائزہ لیا ہے اور صفحہ مثل پر موجود ریکارڈ کا بغور مطالعہ کیا ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے تنظیم کے عہدیداروں کی تحریک پر ایف آئی آر کا اندراج اور ایف آئی آر کے باضابطہ اندراج سے قبل کچھ تحقیقات پر اعتراضات کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ قانونی مشینری کو کوئی بھی شخص متحرک کرسکتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے اس علاقہ کا باشندہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ جہاں وقوعہ رونما ہوا ہو۔ ریاض احمد بنام سرکار کے مقدمہ میں فل بنچ فیصلے نے (پی ایل ڈی 1994 لاہور 485) ایف آئی آر کی رجسٹریشن سے قبل کچھ تفتیش کے خدشات کو دور

کردیا تھا۔ یہ قرار دیا گیا تھا کہ قابل دست اندازی جرائم کے مقدمات میں ابتدائی رپورٹ کی وصولی اور اس کا اندارج مجرمانہ تفتیش کے لئے لازمی جزو نہیں تھا اور اس سلسلے میں بے ضابطگی کے ارتکاب میں ملزم کی گرفتاری یا اس کے ٹرائل کو بالکل بے اثر نہیں کیا۔

14------ موجودہ مقدمہ سریع التاثر بشمول مذہبی جذبات واحساسات ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے عقائد جماعت احمدیہ کے لاہوری گروپ یا قادیانی گروپ کے عقائد سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کے عقائد میں اختلافات کی طویل تاریخ ایک سو سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ ماضی میں متعدد مرتبہ یہ قتل وغارت اور امن وامان کی سنگین صورتحال پر منتج ہوا۔ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 260(3) (بی) کے تحت غیر مسلم (مرتد) قرار دیئے گئے۔ آئین کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور جماعت احمدیہ کی غیر اسلامی سرگرمیوں کے لئے (انسداد اور سزا آرڈیننس 1984 کے نام سے قانون 24-4-1984 کو نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے ذریعے مذکورہ اقلیتوں کو ان کی مخصوص حدود میں رکھنے اور پاکستان کے شہریوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے دفعات 295B اور 298C قانون کی کتاب میں شامل کی گئیں۔ موجودہ مقدمہ زیر دفعہ 298B تعزیرات پاکستان درج کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے۔

(1)............ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی فرد (جو خود کو احمدیہ یا کسی اور نام سے پکارتا ہو) جو الفاظ کے ذریعے خواہ بولے گئے ہوں یا لکھے گئے ہوں یا نظری اظہار کے ذریعے۔

(الف)............ خلیفہ یا اصحاب رسول محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کو بطور ”امیر المومنین، خلیفہ مومنین، خلیفہ مسلمین، صحابی، یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کسی اور کو قرار دیتا یا پکارتا ہے۔

(ب)............ زوجہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کو ام المومنین قرار دے یا پکارے۔

(ج)............ اصحاب (ارکان) خاندان ”اہل بیت“ کے علاوہ کسی اور کو پکارے یا قرار دیتا ہے۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے طور پر نام رکھتا ہے، بلاتا ہے یا قرار دیتا ہے۔ لازمی طور پر کسی بھی طرح کی سزا دی جائے گی جو تین سال کے عرصہ تک ہو سکتی ہے۔ اور لازمی طور پر جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(2)............ قادیانی یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے کہلاتا ہو) جو

یہ الفاظ کے ذریعے خواہ بولے گئے یا تحریر شدہ یا نظری اظہار کے ذریعے اپنے عقیدہ کے پیروکار نمازیوں کو اس طرح سے اشارہ کرتا ہے یا ایسے بلاتا ہے جیسے ''اذان'' یا اذان کا حوالہ دے جیسا کہ مسلمان استعمال کرتے ہیں لازمی طور پر جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

قانون کی شق کا بنیادی مقصد اہل بیت' رسول پاک ﷺ ان کی ازواج مطہرات ورفقاء کی شان عزت وتقدس کا تحفظ اور بچاؤ ہے اور قادیانی یا لاہوری گروپ کا مذکورہ مقدس شخصیات کے لئے مختص القاب' وضاحت اور نام (عنوان) کے غلط استعمال سے روکنا یا ان کی عبادت گاہ کو بطور ''مسجد'' نام رکھنے یا پکارنے سے باز رکھنا ہے۔ پٹیشنر کے فاضل وکیل نے زور دیا کہ پٹیشنر نہ تو اپنی عبادت گاہ کو بطور مسجد قرار دے رہا ہے اور نہ ہی اس کا نام مسجد رکھ رہا یا بلا رہا ہے۔ انہوں نے دلائل دیئے کہ عمارت قادیانیوں کے ذریعے تعمیر کی گئی جو آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تحت غیر مسلم (مرتد) ہیں۔ اسلامی شریعت کے تحت مسجد نہیں ہوسکتی۔ جہاں تک محراب کا تعلق ہے انہوں نے حث کی کہ یہ ایک بدعت (Bidaa) ہے اور مسلمان مسجد کا لازمی حصہ نہیں ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298B(1)(D) کے تحت جرم عائد کرنے کے لئے شرعی مسجد کی تخلیق ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یہ کافی ہے چاہے الفاظ بولے گئے' لکھے گئے ہوں یا محض نظری' ظاہری اظہار کے ذریعے دوسروں کو یہ باور کرایا جائے کہ قادیانی عبادت گاہ ''مسجد'' ہے۔ سیاق وسباق میں الفاظ ''بطور مسجد'' کا مطلب ہوسکتا ہے جیسے یہ مسجد ہی تھی۔ اس لئے اگر قادیانی یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص ایک عمارت تعمیر کرتا ہے خواہ وہ چوکور شکل میں ہو یا عیسائی گرجا گھر یا مندر کی طرح ہو اور اس کا نام مسجد رکھا جائے یا (اس نام سے) پکارا جائے وہ قانون کی درج بالا شق کے تحت گنہگار (مجرم) ہوسکتا ہے۔ (اس کے) برعکس اگر وہ روایتی مسلم مسجد کی طرح تعمیر کی گئی عمارت حاصل کرتا ہے یا تعمیر کرتا ہے بادی النظر میں یہ نظری طور پر واضح ظاہر کرے گی کہ یہ ''مسجد'' ہے۔ اس کے لئے امکانی صورت ہے' کوئی فرق کرنے کے لئے اسے ''بیت الاحمدیہ'' کا نام دیا جائے گا؟ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دوہرے فریب' دھوکہ کے مترادف ہے؟ یہ سوالات آخرکار عدالت سماعت کے ذریعے فیصل کئے جاسکتے ہیں لیکن میں آزمائشی طور پر (ظاہری طور پر) محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کا اقدام بادی النظر میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298B(1)(D) جان بوجھ کر نقصان پہنچانے (خلاف ورزی کرنے) کے زمرے میں آتا ہے۔ مستغیث کے فاضل وکیل اور فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے پیش کردہ دلائل

میں وزن ہے۔ بلالحاظ اس کے کہ متنازعہ عمارت کے صدر دروازے کے بالکل اوپر الفاظ ''بیت الاحمدیہ'' لکھے گئے ہیں۔ مسلمان قوم کو دھوکہ 'فریب کا امکان رہے گا کیونکہ غیر تعلیم یافتہ افراد 'مسلمان مذکورہ الفاظ پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکیں گے اور باقی اگرچہ پڑھے لکھے (خواندہ) تحریر پر توجہ نہ دے سکیں یا اس کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکیں اور غلطی سے جگہ میں داخل ہو کر ایک غیر مسلم قادیانی امام کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں۔ مزید برآں تحریر کسی بھی وقت مٹائی یا دھوئی جا سکتی ہے یا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدہم ہو سکتی ہے۔ بادی النظر میں جرم تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298C میں بھی آتا ہے کیونکہ غیر مسلم کی طرف سے مسلمانوں کی روایتی 'ثقافتی مسجد کی طرح تعمیر کے عمل نے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ تفتیش کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پٹیشنر (ملزم) قادیانی مبلغین کو بھی متنازعہ عمارت میں لاتا ہے اور مسلمانوں کو بحث و مباحثے یا ''مناظرے'' کا چیلنج کرتا ہے اس لئے بادی النظر میں یہ یقین کرنے کے لئے معقول وجوہات ظاہر ہوئی ہیں کہ پٹیشنر (ملزم) نے زیر دفعہ 298B اور 298C تعزیرات پاکستان جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

15------- یہ دلیل کہ پٹیشنر نے ''دہشت گردانہ اقدام' کا ارتکاب کیا ہے جیسے زیر دفعہ 6 انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 میں صراحت ہے نے مجھے متاثر نہیں کیا۔ ایکٹ کی دفعہ 6 کا اطلاق (وہاں) ہوتا ہے جہاں افراد یا افراد کے کسی گروہ میں دہشت گردی 'خوف اور عدم تحفظ کے احساس کے لئے یا افراد کے کسی گروہ کو منحرف (منتشر) کرنے یا افراد کے مختلف گروہوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بموں کے استعمال 'طاقتور بم دھاکے 'دیگر دھماکہ خیز یا آتش گیر مواد کے یا ''اعلان کئے گئے'' آتشین اسلحہ یا دیگر مہلک ہتھیاروں وغیرہ (کے ذریعے) کوئی اقدام کیا گیا ہو۔ اس طرح کے طریقے سے جیسے کسی شخص کی موت یا مضرت کا باعث یا احتمال ہو نا یا بڑے پیمانے پر جائیداد کے نقصان یا وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ضروریات زندگی کی فراہمی کو منقطع کرنا یا اس کی دھمکی دینا 'طاقت کے استعمال کے ذریعے سرکاری ملازمین کو ان کے قانونی فرائض کی انجام دہی سے باز رکھنا یا اعلان کئے گئے جرم کا ارتکاب کرنا ہے جس کا اثر ہو سکتا ہو یا ہونے کا احتمال ہو' دہشت گردی کرنے 'افراد یا افراد کے کسی گروہ میں خوف یا عدم تحفظ کا خوف پیدا کرنے یا افراد کے مختلف گروہوں کے درمیان ہم آہنگی کو بری طرح متاثر کرنے کے لئے ایک اقدام کیا گیا ہو۔ مستغیث کے فاضل وکیل نے زور دیا کہ پٹیشنر کی طرف سے ارتکاب کیا گیا اقدام افراد کے مختلف

گروہوں میں ہم آہنگی کو بری طرح متاثر کرنے کے مترادف ہے۔ یہ آسانی سے نظر انداز کر گئے کہ قانون کی دفعہ 6بی کے تحت تصور (اقدام) کا اثر اعلان کئے گئے جرم سے متعلقہ ہونا چاہئے اور دفعہ 298B اور 298C قانون کے "اعلان" (شیڈول) میں شامل نہیں کئے گئے اس لئے دلائل کہ پٹیشنر نے "دہشت گردانہ اقدام کا ارتکاب کیا ہے" مسترد کئے گئے۔ مسجد یا (مسلمانوں کی) عبادت گاہ مسلمانوں کا انتہائی اہم اور مقدس ادارہ ہے۔ ہر مسجد اللہ کا گھر ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاتی ہے اور جہاں مسلمان اپنی نماز ادا کرتے ہیں۔ مکہ کے مقدس شہر میں واقع "کعبہ" (بیت اللہ) کو قرآن پاک میں اللہ کا گھر قرار دیا گیا ہے اور تمام دیگر مساجد مقدس کعبہ کی بیٹیاں تصور کی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے گھر کہی جاتی ہیں۔ جن کو بڑی احتیاط سے رکھنا چاہئے اور دیگر شعائر اسلام کی طرح احترام و عزت کی جانی چاہئے۔ غیر مسلموں کو ان کے عقائد ترک کرنے اور اسلام کی طرف راغب ہوئے بغیر مسلمانوں کے شعائر اسلام اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر مسجد کے عام اور ملتے جلتے طرز پر ایک عمارت تعمیر کی گئی ہو اور (وہاں) لوگ جمع ہوتے ہوں اور مسلمانوں کے طریقے پر نماز ادا کرتے ہوں تو یہ بتایا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ مسلم امہ کو فریب دھوکہ سے بچانے کے لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298B کے تحت قادیانیوں کو انتہائی برگزیدہ (محترم) شخصیات کے لئے مخصوص القاب کے غلط استعمال 'اذان کے ذریعے اعلان نماز کے لئے بلانے یا مسجد کی طرح اپنی عبادت گاہ بلانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ظہیر الدین کے کیس (1993 ایس سی ایم آر 1718) میں عدالت عظمیٰ پاکستان نے قرار دیا کہ قادیانیوں اور ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القاب اور شعائر اسلام کے استعمال پر اصرار کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ یہ کہ وہ دانستہ ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ نہ صرف متقی شخصیات کی بے حرمتی بلکہ دوسروں کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ یہ کہ اگر ان کی مذہبی برادری اپنے بنیادی حق کے طور پر دھوکہ دہی پر اصرار کرے اور ایسا کرتے ہوئے عدالتوں کی معاونت کرنا چاہیں تو پھر اللہ اس سے بچائے۔ مزید قرار دیا گیا نتیجتاً انہیں (قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے افراد) القاب وغیرہ اور شعائر اسلام استعمال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے جو خاص طور پر (یقینی) طور پر مسلمانوں کے لئے ہیں۔ ان کے استعمال سے انہیں قانون میں درست طور پر منع کیا گیا۔ "مزید قرار دیا گیا" ان کی طرف سے شعائر اسلام وغیرہ کا استعمال اس طرح مسلمانوں کے طور پر ظاہر کرنے یا دوسروں کو دھوکہ دینے یا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے آرڈیننس

20 مجریہ 1984 کی دفعات کا حوالہ دیتے ہوئے بے خوشی قرار دیا۔

متنازعہ آرڈیننس 'دوسرے ہاتھ پر (دوسری طرف) اصل القاب دیتا ہے۔ وضاحت اور عنوانات بھی اور دیگر لوازمات جو تحفظ کیے جانیوالے اور نفاذ کے لئے دیکھے گئے مزید بتایا گیا کہ وہ جن ہستیوں اور موقع کے لئے مخصوص کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں کیے جاسکتے۔ احمدی ان کی تضحیک کرتے اور اپنے ذاتی لیڈروں اور مشقوں وغیرہ کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہ وہ بھی بالکل اسی طرز کی حیثیت اور وجاہت کے ہیں۔ اس طرز عمل نے نہ صرف معصوم' سادہ اور بہت معلومات نہ رکھنے والے لوگوں کو دھوکہ دیا بلکہ پورے دور میں امن وامان کی صورتحال بھی پیدا کی ہے اس لئے قانون سازی ضروری تھی۔ جو احمدیوں کی مذہبی آزادی میں کسی طرح بھی مداخلت نہیں کر سکتی۔ اس لئے ایسے القاب وغیرہ جن پر انہیں کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں ہے ان کے لئے استعمال کی ممانعت ہے یہ انہیں اپنے نئے نام رکھنے سے منع نہیں کر سکتی۔

عدالت نے زور دیا کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا احترام کرنا چاہئے۔ متعلقہ حصہ درج ذیل پڑھا جاتا ہے:

احمدی دوسری اقلیتوں کی طرح اس ملک میں اپنے مذہب کے اعتراف ماننے میں آزاد ہیں اور کوئی ان کا یہ حق قانون سازی یا انتظامی حکم کے ذریعے نہیں چھین سکتا۔ تاہم انہیں لازمی طور پر آئین اور قانون کا احترام کرنا چاہئے اور انہیں نہ تو اسلام سمیت کسی بھی مذہب کی برگزیدہ شخصیات کی تضحیک اور بے حرمتی کرنی چاہئے اور نہ ان کے مخصوص القاب' تصریحات اور عنوانات انہیں استعمال کرنا چاہئیں اور مخصوص نام جیسے مسجد اور عمل جیسے "اذان" کے استعمال سے بھی اجتناب کرنا چاہئے تاکہ مسلم امہ کے جذبات مجروح نہ ہوں اور لوگ ایمان کے حوالے سے گمراہ نہ ہوں اور دھوکہ نہ کھائیں۔

قانون کی مندرجہ بالا تشریح اور ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کے نظریات (خیالات) آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آرٹیکل 4 بسلسلہ انفرادی حقوق قانون کی مطابق روا رکھے جانے چاہئیں۔ آرٹیکل 20 بسلسلہ مذہب کی آزادی اور مذہبی اداروں کے انتظام اور آئین کے آرٹیکل 25 بسلسلہ شہریوں کی مساوات کے متعلق پٹیشنر (ملزم) کے فاضل وکیل کے اٹھائے گئے دلائل کا جواب دینے کے لئے کافی ہے۔

17------ پٹیشنر کے فاضل وکیل نے یہ بھی دلائل دیئے کہ مسلمان مسجد میں محراب کی

تعمیر "بدعت" اور مسجد کا لازمی حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے علامہ جلال الدین سیوطی کے نظریہ مرتبہ ان کی کتاب "اعلام الارانیب فی بدعت للحاریب" پر انحصار کیا۔ یہ کتاب میرے سامنے پیش نہیں کی گئی لیکن اس کا نام فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد 2 صفحہ 779 پر درج ہے۔ مولانا مسعود احمد نے اس نظریہ سے اختلاف کیا اور رائے دی "اقول وباللہ التوفیق" مساجد میں محراب بنانا یا اگر محراب کے وسط میں پتھر نصب یہ جاوے تو یہ دونوں چیزیں بدعت نہیں ہیں۔

مفتی محمد شفیع' مولانا مسعود احمد کے نظریہ سے متفق تھے اور اضافہ کیا: ......"لیکن بدعت ہونا اس کے اصول و قواعد سے ثابت نہیں ہے" اس لئے یہ قرار دینا ممکن نہیں کہ مسجد میں محراب کی تعمیر بدعت ہے اور اسلامی قانون میں ممنوع کی گئی ہیں۔

18------ سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر 79: " لایمسہ الا لمطھرون" کے حوالے سے میرے سامنے دلیل دی گئی کہ غیر مسلم بشمول قادیانی" طاہر" یا صاف (پاک) نہ ہونے کے باعث قرآن کریم کو ہاتھ لگانے "چھونے" کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور یہ کہ عبادت گاہ کی متنازعہ جگہ میں قرآن پاک کے نسخے رکھے ہوئے قادیانیوں نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کو مجروح کیا ہے۔ کیا قرآن پاک کی یہ آیت ایک موزوں اصول بحیثیت "افضل عمل" تشکیل دیتی ہے اور مسلمانوں پر قابل نفاذ ہیں۔ یا مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو منضبط کرنے کے اصول قانون کا حامل ہے؟۔ اس سوال کا جواب اتنا آسان نہیں ہے اور جامع تحقیق اور بحث و تمحیص کے بعد دیا جاسکتا ہے۔ یہ کام عدالت سماعت کے ذریعے ابتدائی سطح پر کیا جاسکتا ہے۔ ایک مذہبی سکالر مولانا عزیز الرحمن کے ذریعے میرے سامنے کہا گیا کہ انگریزی' جرمن یا کسی اور زبان میں قرآن مجید کا مترجم نسخہ غیر مسلموں کے ذریعے پڑھا اور ہاتھ لگایا جاسکتا ہے۔ پھر ان غیر مسلموں کے بارے میں کیا ہے جو صرف عربی زبان بول اور سمجھ سکتے ہیں؟۔ کیا ان کے لئے اصول مختلف ہوسکتا ہے' ان سے جو دیگر زبانیں بولی اور سمجھ سکتے ہیں؟ آخر کار قرآن مجید بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے آخری قدسی پیغام کا سرچشمہ ہے۔ معاملے پر اس جانب کوئی رائے قائم کئے بغیر اسے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عدالت سماعت کے ذریعے فیصل (سماعت) کئے جانے پر چھوڑتا ہوں۔

19------ اب میں چند فیصلوں کا حوالہ دے سکتا ہوں جن پر فریقین کے فاضل وکلاء صاحبان نے انحصار کیا۔ پٹیشنر (ملزم) کے فاضل وکیل نے محمد اسلم بنام سرکار کے مقدمہ کے فیصلہ (1998

پاکستان کریمنل لاء جرنل 522) پر بہت انحصار کیا۔ اس مقدمہ میں قادیانیوں پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے تھے اور مسلمانوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ یہ کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کی جگہ کا نمونہ مسلمان مسجد کی طرح تھا اور عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بنایا گیا۔ یہ کہ عمارت کی دیواروں پر "کلمہ طیبہ" اور دیگر قرآنی آیات کندہ کی گئی تھیں۔ درج ذیل کے پیش نظر ملزم کو ضمانت دی گئی۔

نمبر1 ...... قادیانی شاذ و نادر ہی اپنی عبادت گاہ کی شناخت کو چھپاتے ہیں اور گردونواح کے لوگوں کو کھلم کھلا معلوم تھا کہ وہ ایک مخصوص جگہ قادیانیوں کی عبادت کا مرکز ہے اور مسلمانوں کا نہیں ہے۔

نمبر2 ...... کسی ایسی عمارت کے متعلق مسلمانوں کے گمراہ غیر یقینی ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کہ قرآنی آیات کندہ کرنا اللہ کی کتاب کے خلاف اور بے حرمتی کے مترادف نہیں ہے۔ اگر دیگر مذاہب کے پیروکار روحانی روشن خیالی اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

نمبر3 ...... یہ کہ اگر مستغیث اور دیگر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے تو وہ ساڑھے پانچ ماہ کے قریب خاموش کیوں رہے۔

نمبر4 ...... یہ کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295B اور 298C کے تحت جرائم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہیں آتے۔

نمبر5 ...... یہ کہ ملزم شخص سے کوئی برآمدگی نہیں کی جانی۔

نمبر6 ...... یہ کہ یہ نہیں معلوم کہ ٹرائل (سماعت) کب شروع اور مکمل ہوگا۔

انتہائی احترام کے ساتھ میں خود کو اس نظریہ کی تائید کے ناقابل سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو فریب دغا کا کوئی امکان نہیں ہے۔ صرف اس لئے کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ کی شناخت کو نہیں چھپاتے۔ اگر قادیانیوں کا بطور عبادت گاہ استعمال کیا جانے والا ڈھانچہ عمارت مسلمان مسجد کی طرح مشابہت رکھتا ہے۔ قرآنی آیات اس کی دیواروں یا محرابوں کے اوپر کندہ ہیں اور مسلمانوں کے طرز پر اضافی مسلمانوں کے طرز پر اضافی مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے' پھر مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا امکان ہے۔ پٹیشنر کے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ مسلمانوں کے گمراہ ہونے سے بچنے کے لئے الفاظ "بیت الاحمدیہ" متنازعہ عمارت کے صدر دروازے پر لکھے گئے تھے۔ جیسے کہ اوپر بحث کی گئی۔ یہ مسلمانوں کے فریب (دھوکہ) کے امکان کو یکسر رو (دور) نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ناخواندہ افراد مذکورہ الفاظ نہیں پڑھ سکتے۔ تاہم باقیوں کو

اس کا علم نہ ہو سکے یا اس کی صحیح روح (معنی) کو (نہ) سمجھ سکیں۔ جب سوال کیا گیا کہ آیا پٹیشنر الفاظ "بیت الاحمدیہ" کے بعد الفاظ "قادیانی گروپ" شامل کرنے پر تیار تھا تو نفی میں جواب دیا گیا۔ محمد اسلم کے مقدمہ میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے شائع شدہ بطور "نذیر احمد بنام سرکار" (1993 ایس سی ایم آر 153) کا حوالہ بھی دیا گیا جس میں ضمانت سے انکار کے عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم کیا گیا۔ مذکورہ کیس قادیانیوں کے ذریعے شادی کے دعوتی کارڈ میں ایسے اظہار الفاظ کے استعمال کا حامل تھا جیسے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' السلام علیکم اور انشاء اللہ" وغیرہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ذریعے ضمانت کی اجازت دی گئی۔ جیسے کہ عدالت تاثر لے چکی تھی کہ ان الفاظ اظہار کے سرسری' ظاہری استعمال نے کسی ایک مسلمان یا اس معاملے کے لئے اور کسی میں جذبات مجروح کرنے کا جرم یا اشتعال وغیرہ پیدا نہیں کیا۔ یہ قرار دیا گیا یہ صرف اس وقت جب شخص اسے سنتے یا پڑھتے ہوئے اسے استعمال کرنے والے شخص کے پس منظر کی گہرائی میں جاتا ہے اور ایمان' عقیدے کے اپنے خصوصی علم اور ایک ایسے ملزم کی پوشیدہ نیت کو (ذہن میں) لاتا ہے کہ مبینہ نتائج پیروی کے قرین قیاس ہیں۔ یہ محسوس کیا گیا کہ سماعت میں شہادت قلمبند کرنے کے بعد یہ عمل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم موجودہ مقدمہ میں بالکل مسلمان مسجد کی طرح متنازعہ عمارت کی تعمیر' بادی النظر میں جرم تشکیل کرتا ہے۔

20------اصغر مسیح وغیرہ بنام سرکار کے مقدمہ میں (1995 پاکستان کریمنل لاء جرنل 544) یہ قرار دیا گیا کہ ضمانت کے وقت عدالت شہادت کا صرف سرسری اندازہ (تعین) کرسکتی ہے جس میں نہ تو استغاثہ کے مقدمہ کو اور نہ ہی ملزم کو نقصان ہونا چاہیے۔ سکندر اے کریم بنام سرکار کے مقدمہ (این ایل آر 1995 ایس سی جے 228) میں قابل احترام سپریم کورٹ نے یہ قرار دینا منظور کیا کہ ضابطہ فوجداری دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہ آنے والے مقدمہ میں ضمانت اس بنیاد پر نہیں روکی جاسکتی کہ جرم معاشرے کے خلاف جرائم کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ کہ عدالت کو رائے قائم کرنے سے پہلے اجتناب کرنا چاہیئے جو ملزم کو دفاع مقدمہ میں میلان خاطر (پہلے سے رائے قائم کرنا) کرسکتی ہے۔ سید احمد علی رضوی بنام سرکار (این ایل آر 1995 ایس سی 601) میں یہ قرار دیا گیا کہ ضمانت دیئے جانا حمایت یا رعایت نہیں ہے بلکہ ملزم کا حق ہے جو قانون سے منضبط شدہ ہے۔ یہ کہ عدالتیں شہریوں کی آزادی کی محافظ ہونے کے طور پر (بڑے) دھیان اور احتیاط سے مقدمے کا جائزہ لینے کی پابند ہیں اور صرف فنی نکات

انصاف کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہونے چاہئیں۔

21------مستغیث کے فاضل وکیل کی طرف سے حوالہ دیئے گئے فیصلوں (نظائر) کی طرف آتے ہوئے سب سے پہلا فیصلہ مقدمہ محمد آزاد خان بنام سرکار (1988 پاکستان کریمنل لاء جرنل 1245) سے متعلقہ ہے۔ جس میں یہ قرار دیا گیا کہ حتیٰ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہ آنے والے مقدمہ میں بھی ایک ملزم بربنائے حق ضمانت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ ہر مقدمہ اس کے لئے اپنے حقائق پر فیصل کیا جانا چاہئے تھا۔ مقدمہ سرکار بنام محمد نذیر وغیرہ (پی ایل ڈی 1991 لاہور 433) میں یہ غور اختیار کیا گیا کہ اگرچہ اعلیٰ عدالتوں کا یہ نظریہ رہا ہے کہ دس سال قید سے کم قابل سزا (ملوث) جرائم کے مقدمات میں عدالتوں کو عام طور پر ضمانت دینے کی طرف مائل راغب رہنا چاہئے۔ لیکن اس کا کبھی بھی یہ مطلب نہیں لیا جانا چاہئے کہ ملزم شخص بطور حق ضمانت کا دعویٰ (طلب) کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ عدالتوں کو صرف معمول کے معاملات کے طور پر انہیں ضمانت پر رہا کرنا چاہئے اور یہ کہ قابل ضمانت اور ناقابل ضمانت جرائم کے درمیان امتیاز عدالت ہائے قانون کے ذریعے نبھایا جانا چاہئے تھا اور کالعدم نہیں کیا جاسکتا۔ مزید قرار دیا گیا۔

متعلقہ عدالت سے دراصل مبینہ ارتکاب کئے گئے جرم کی کشش سنگینی پر اپنے عدالتی ذہن کا اطلاق مطلوب ہے۔ حالات جو ایسے ایک جرم کے ارتکاب کی نشاندہی (رہنمائی) کرتے ہوں' نتیجتاً ہونے والا نقصان یا فرد واحد یا عوام الناس' معاشرے پر اثرات ہونے کا احتمال ہونا' ملزم شخص کا مرتبہ' اس کے ذہن کی کیفیت' ارتکاب کئے گئے جرم کی نوعیت اور اس کے ارتکاب کئے گئے جرم کی نوعیت اور اس کے ارتکاب کے طریقہ سے کی گئی منظر کشی' ملزم شخص کا سابقہ کردار' ملزم کی مفروری کا امکان اور اس کے جرم کرنے کا اعادہ کا امکان یا شہادت پر اس کے اثر انداز ہونے (تبدیل کرنے) کا خطرہ اور اس کے بعد نصفت کے اصولوں کے مطابق اسے تفویض شدہ (حاصل شدہ) صوابدید کا استعمال' اخلاقی احکامات اور دیگر قبول کردہ' تسلیم کردہ (Norms) عدالتوں کو منضبط کرتے ہوئے......"

طارق بشیر اور پانچ دیگران بنام سرکار کے مقدمہ (پی ایل ڈی 1995 ایس سی 34) قابل احترام عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ ناقابل ضمانت جرائم جو امتناعی شق میں نہ آتے ہوں میں ضمانت صرف غیر معمولی اور استثنائی مقدمات میں انکار کی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر:

A---جہاں ملزم کے مفرور (فرار) ہونے کا امکان ہو۔

B---جہاں ملزم سے استغاثہ شہادت کی تحریف کا خطرہ ہو۔

C---جہاں جرم کے اعادہ کئے جانے کا خطرہ ہو۔ اگر ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے اور۔

D---جہاں ملزم ایک سابقہ سزا یافتہ ہو۔

موجودہ مقدمہ میں جیسے اوپر محسوس کیا گیا ہے۔ جرم ایک جاری رہنے والا ہے اور پٹیشنر متنازعہ عمارت کے بظاہر مجرمانہ ڈھانچہ میں تبدیلی یا ترمیم سے انکار کر چکا ہے۔ محمد افضل اور دیگر بنام سرکار (1997 ایس سی ایم آر 278) میں قابل احترام عدالت عظمیٰ پاکستان نے قرار دیا کہ زیر دفعہ جرم زیر دفعہ 17 آرڈیننس V11 سال 1979 امتناعی شق میں نہیں آتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ملزمان حسب معمول ضمانت پر رہا کیے جانے کے مستحق تھے۔ اس مقدمہ میں سیشن جج کے جاری کردہ ضمانت کے حکم کو عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے ذریعے منسوخ کیا گیا اور قابل احترام عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) پاکستان نے عدالت عالعالیہ کا جاری کردہ حکم برقرار رکھا۔ امتیاز احمد بنام سرکار کے مقدمہ میں (پی ایل ڈی 1997 ایس سی 545) ضابطہ فوجداری کی امتناعی شق میں نہ آنے والے جرائم کے سلسلے میں یہ قرار دینا منظور کیا کہ عدالت ایک ملزم کی ضمانت منظور کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔ اگر تسلیم شدہ استثنائی حالات موجود ہوں حکم کے پیرا 71 کا متعلقہ حصہ حاضر حوالہ کے لئے ذیل میں دوبارہ پیش کیا جا رہا ہے۔

میں محسوس کر سکتا ہوں کہ ایک ایسا جرم جو ایک فرد کے خلاف کیا گیا ہو جیسے ایک چوری اور ایک جرم جو بحیثیت مجموعی معاشرے کے خلاف کیا گیا ہو۔ میں ضمانت کے مقصد کے لئے ایک فرق روا رکھا جانا چاہئے۔ اسی طرح ایک فرد واحد کا اس کی ذاتی حیثیت میں ایک جرم کا ارتکاب اور ایک عوامی سرکاری اہلکار کا اس لحاظ سے یا اس کے عوامی (سرکاری اہلکار کا اس لحاظ سے یا اس کے عوامی (سرکاری) دفتر کی حیثیت میں ایک جرم کے ارتکاب کے درمیان ضمانت کے متذکرہ بالا مقصد کے لئے ذہن میں ایک فرق روا رکھا جانا چاہئے۔ سابقہ مقدمات میں استثنائی حالات کی عدم موجودگی میں ضابطہ فوجداری کی امتناعی دفعہ 497 کی امتناعی شق میں نہ آنے والے مقدمات میں ضمانت دیئے جانے کا رجحان جاری رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن موخر اقسام میں ضمانت کی صوابدید کے استعمال میں عدالتوں کو سخت رہنا چاہئے۔

کنور خالد یونس وغیرہ بنام سرکار کے مقدمہ میں (پی ایل ڈی 1995 کراچی 347) ایک ڈویژن

بنچ نے قرار دیا تھا کہ صرف یہ حقیقت کہ جرم میں دس سال قید سے کم قابل سزا ہو نا بذات خود ملزم کو ضمانت دیئے جانے کا مستحق نہیں کرتا۔ پیر بخش اور چار دیگران بنام سرکار (1999 پاکستان کریمنل لاء جرنل 111)اور محمد سعید بنام سرکار (پی ایل ڈی 19 کراچی 345) کے مقدمات میں ایسے ہی نظریات ظاہر کیئے گئے تھے۔

22------دفعات 298B اور 298C کے تحت جرائم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 467 کی امتناعی شق میں نہیں آتے لیکن صرف یہ حقیقت ملزم کو ضمانت بطور حق طلب کرنے کا مستحق نہیں ٹھہراتی۔ جیسا کہ اوپر حوالہ دیئے گئے متعدد فیصلوں میں قرار دیا گیا ہے۔ ایک ناقابل ضمانت جرم کے ارتکاب میں ملوث ہونے کی صورت میں ضمانت انکار کی جاسکتی ہے۔ اگر ملزم کے ذریعے ایک اور جرم کے ارتکاب کا خطرہ یا امکان موجود ہو (ملاحظہ ہو محمد اقبال بنام سرکار پی ایل ڈی 1963 (ڈبلیو پی) لاہور 279 اور طارق بشیر اور پانچ دیگران بنام سرکار (پی ایل ڈی 1995 ایس سی 34) دوبارہ امتیاز احمد وغیرہ کے مقدمہ میں قابل احترام عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) قرار دے چکی ہے کہ مجموعی طور پر معاشرے کے خلاف ایک جرم کے ارتکاب میں ملوث ہونے کے مقدمات میں ضمانت کی صوابدید کے استعمال میں عدالت کو سخت ہونا چاہئے۔ موجودہ مقدمہ ایک یا زائد (انفرادیت) افراد کے خلاف ایک عام تعزیری جرم کے ارتکاب کا حامل معاملہ نہیں ہوسکتا۔ بلحہ حیثیت مجموعی معاشرے کے خلاف ایک جرم کے ارتکاب کا حامل ایک استثنائی معاملہ ہے جس کا قومی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی (سطح پر) رد عمل ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا' ایک موقعہ پر پٹیشنر (ملزم) کے وکیل نے صاف انداز میں بیان کیا تھا کہ قابل اعتراض مینار وغیرہ منہدم کئے جاسکتے ہیں (گرائے جاسکتے ہیں) مگر پٹیشنر سے ہدایات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے (اس نے) بیان دیا کہ پٹیشنر مجرمانہ ڈھانچہ (عمارت) میں تبدیلی کے لئے رضامند نہیں تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ عمارت میں ترمیم کا فیصلہ "جماعت احمدیہ" کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ پٹیشنر کے ذریعے ارتکاب کیا گیا عمل جرم "جماعت احمدیہ" کی منظوری حاصل کئے ہوئے تھا؟۔ ملزم کے ذریعے ارتکاب کئے گئے عمل نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی (مجروح) کی ہے اور امن عامہ کی سنگین صورتحال پیدا کی جاسکتی ہے۔ اگر پٹیشنر کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ اس لئے (لہذا) جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا اثر جو جاری ہے پٹیشنر کا اپنا عمل 'معاشرے کے امن اور سکون اور ایک ناقابل

ضمانت جرائم میں ضمانت دیئے جانے کے اصولوں (کے پیش نظر) میں پٹیشنر ملزم کو ضمانت دیئے جانے پر قائل نہیں ہو سکا۔ یا مزید برآں ملزم کی ذاتی حفاظت (تحفظ) نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ پٹیشنر ملزم کے ذریعے ارتکاب کیئے گئے عمل نے بڑی شہرت حاصل کی ہے اور علاقے کی فضا (ماحول) جذبات سے بھرپور ہے۔ برکت علی بنام سرکار (1996 ایس سی ایم آر 1956) کے مقدمہ میں زیر دفعہ 295C تعزیرات پاکستان کے ایک مقدمہ میں ایک ملزم کی ضمانت پشاور ہائی کورٹ کے ذریعے انکار کی گئی۔ دیگر وجہ کے علاوہ کہ ضمانت پر رہائی کے بعد اسے کسی ایک کے ذریعے ضرر نہ پہنچ جائے۔ مذکورہ حکم کے خلاف اپیل کے لئے خاص درخواست قابل احترام عدالت عظمٰی (سپریم کورٹ) کے ذریعے انکار کی گئی۔ یہ قرار دیتے ہوئے کہ پٹیشنر کو ضمانت دیئے جانے کے عذر کو مسترد کرتے ہوئے فاضل جج کی طرف سے دی گئی وجوہات کسی کمزوری کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر عدالت سماعت کو ہدایت کی جائے کہ مقدمے کی سماعت ایک مختصر وقت میں مکمل کرے تو انصاف کے تقاضے درست طور پر حاصل کیئے جاسکتے ہیں۔

22------(الف) مذکورہ مباحثہ کی وجہ سے عدالت سماعت کو اس ہدایت کے ساتھ ترجیحی طور پر مستعدی سے تین ماہ کی مختصر وقت میں سماعت مکمل کرے۔ درخواست خارج کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے عدالت روز بروز بنیاد پر سماعت کر سکتی ہے۔

23------حکم سے علیحدگی سے قبل میں احتیاط کی ایک یاداشت (نوٹ) شامل کر سکتا ہوں۔ (محمود احمد وغیرہ بنام سرکار 1995 ایس سی ایم آر 1242) کے مقدمہ میں قابل احترام عدالت عظمٰی (سپریم کورٹ) کے مقولہ کی روشنی میں کہ درج بالا قائم کی گئی رائے نوعیت کے لحاظ سے سرسری اور ابتدائی ہیں۔ یعنی درخواست ضمانت نمٹانے کے لئے عدالت سماعت کے سامنے سماعت کے دوران پیش کئے گئے مواد اور فریقین کی پیش کی گئیں شہادت کی روشنی میں اس کے اپنے آزاد نتیجہ پر آنے میں کسی طرح عدالت سماعت کو پابند نہیں کرے گی۔

سنایا گیا: 99-11-30 (میاں نذیر اختر) جج

بشکریہ روزنامہ صدائے پاکستان بہاولپور 7 اپریل 2000ء

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام جامع مسجد عائشہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا محمد امجد خان، مولانا سید عبدالقادر آزاد، لیاقت بلوچ، سردار محمد خان لغاری، مولانا محمد اجمل قادری، مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں آئین معطل ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اور انہوں نے برملا اس کا اظہار شروع کردیا ہے کہ اب پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کوئی قدغن نہیں۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے کہ عبوری آئین میں دیگر اسلامی دفعات، امتناع قادیانیت آرڈیننس، قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی آئینی ترمیم کو عبوری آئین کا حصہ بنایا جائے۔ کلیدی عہدوں کی وجہ سے قادیانی گروہ ملک اور بیرون ملک فوائد حاصل کرکے اسلام اور ملک کو بدنام کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ اس لئے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

قراردادیں

(1)------عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا، سزائے موت نافذ کی جائے۔

(2)------قادیانی چونکہ جہاد کے منکر ہیں اور فوج جہاد کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا فوج اور سول سے بھی قادیانیوں کو باہر نکالا جائے۔

(3)------موجودہ حکومت نے جب آئین کی معطلی کا اعلان کیا تو قادیانیوں نے خوشیوں کے

شادیانے جائے۔ اگرچہ وزارت قانون نے ایک سرکلر کے ذریعے وضاحت کی ہے کہ ختم نبوت سے متعلق تمام ترامیم برقرار ہیں۔ لیکن یہ اجتماع اس وضاحت کو ناکافی سمجھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ خصوصی آرڈر کے ذریعہ اس قانون کو پی سی او میں تحفظ فراہم کیا جائے۔

(4)------ارتداد پر مشتمل قادیانی لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے۔

(5)------قادیانیوں کی عبادت گاہوں سے مینار' محراب' اور تاج وغیرہ گرائے جائیں۔

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اعظم طارق' مولانا محمد اسماعیل محمدی' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا عبدالقدوس' مولانا مفتی محمد جمیل خان' شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے عقائد کی اساس ہے۔ اور عظمت رسالت اور ناموس صحابہ کے لئے مسلمانوں نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں۔ اس لئے اگر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ آئین کے معطل ہونے سے وہ اپنی لادینی اور ارتدادی سرگرمیوں کو جاری رکھ کر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ ان کی بہت بڑی بھول ہے۔ مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی آئین یا قانون کا محتاج نہیں۔ مسلم ملک ہو یا غیر مسلم ملک' فوجی حکومت ہو یا سول حکومت' ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ' مسلمان اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ ہم فوجی حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اسلامی دفعات قادیانیوں سے متعلق آئینی ترامیم اور توہین رسالت قانون میں تبدیلی کی کوشش کی گئی تو حکومت کے خلاف تحریک چلانے سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بناتے ہوئے ڈش انٹینا کے ذریعہ ان کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔ مساجد کی شکل میں قادیانیوں کو عبادت گاہ بنانے سے روکا جائے۔ این جی اوز کے ذریعہ یہودیت اور عیسائیت کی تبلیغ بند کی جائے۔ کانفرنس کے دوسرے روز ڈاکٹر علامہ خالد محمود' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم' مفتی عبدالسمیع' مفتی عبدالمعید' مفتی طیب سلیمی' مفتی طاہر مسعود نے بھی خطاب کیا۔

قادیانی کا قبول اسلام

17 اپریل 2000ء کو ریاض احمد بشیر لیاقت اشرف کالونی کراچی کے رہائشی سابق قادیانی نے

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کے دست حق پرست پر ایک کثیر تعداد لوگوں کی موجودگی میں بغیر کسی دباؤ' جبر واکراہ کے پوری آزادی کے ساتھ اسلام قبول کر لیا ہے۔ موصوف نے قبول اسلام سے بہرہ ور ہونے کے بعد اپنے تاثرات میں کہا کہ قادیانیت بے حیائی' عریانی وفحاشی کا مرکب ہے۔ جھوٹ اور زندیقیت وارتداد کا پلندہ ہے۔ مرزا قادیانی ملعون' کذاب' دجال' کافر' مرتد' زندیق تھا۔ آخر میں موصوف کے لئے اسلام پر استقامت کی دعا کی گئی۔

دفتر ختم نبوت چناب نگر کا اجلاس اور حکومت پاکستان سے مطالبات

گذشتہ روز دفتر ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کا ایک اہم اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں شرکاء نے قادیانیوں کے اخبار وجرائد کے ذریعہ ان کی کفریہ تبلیغی شرانگیزی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی سے باز رکھنے کے لئے موثر قانونی کارروائی کی جائے اور فوری طور پر قادیانی اخبار وجرائد پر پابندی عائد کی جائے۔ اس سلسلے میں مبلغ ختم نبوت چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ کی قیادت میں ایک وفد نے ڈپٹی کمشنر جھنگ سے ملاقات کی۔ مذکورہ بالا اجلاس میں کئی اہم فیصلے بھی کئے گئے۔

توہین رسالت قانون میں تبدیلی واپس لی جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر سے ملاقات کی اور توہین رسالت قانون میں حکومت کی جانب سے تبدیلی کے بیانات کے مضمرات پر غور کیا۔ دونوں بزرگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگر حکومت نے توہین رسالت قانون کو ڈی سی کی منظوری کے ساتھ مشروط کیا تو یہ قانون غیر موثر ہو جائے گا۔ اور حکومت کو اس کی تبدیلی کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس اقدام کے خلاف 1953ء 1974ء 1984ء کی طرح تحریک چلائے گی۔ اس صورت میں حکومت کو اپنا اقدام واپس لینا ہوگا۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ وہ ملک کو سیکولر بنانے کی بجائے اسلامی ریاست بنانے کی کوشش کرے۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت لدھیانوی نے کہا کہ بنیادی حقوق سے متعلق کانفرنس کے بعد حکومت کے رویہ میں جو تبدیلی آئی ہے وہ تشویش کا باعث ہے۔ اور مسلمانوں میں اضطراب اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے اس حکم کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔

تبصرہ کتب

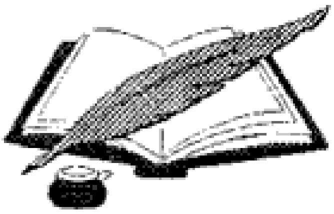

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : مجموعہ خطبات اکابر

مرتبہ : قاری جمیل الرحمٰن اختر

صفحات : 400

قیمت : =/150

ناشر : انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر باہمت اور نوجوان عالم دین ہیں۔ قبل ازیں خطبات دین پوریؒ کے نام سے چار جلدوں میں خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے خطبات شائع کر کے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں محقق العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان، سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، خطیب ایشیاء حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی، حضرت مولانا زاہد الراشدی اور حضرت مولانا عبدالکریم ندیم کے خطبات شامل ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان کی تقریر جو حجیت حدیث پر ہے اس کتاب کی جان ہے۔ حضرت نے متکلمانہ انداز میں پرویزیت کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے۔ آج کل پرویزیت کا فتنہ پھر سر اٹھا رہا ہے۔ ضرورت اس امر ہے کہ امت کو اس فتنہ کے شر و فتن سے آگاہ کیا جائے۔ باقی تقاریر بھی اپنی افادیت کے اعتبار سے کم نہیں ہیں۔ خطیب حضرات اس سے استفادہ کر کے امت کو نئے آنے والے فتنوں سے خبردار کریں۔ یہ کتاب ان کے لئے انمول تحفہ ہے۔

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کا عقیقہ کس نے کیا اور کب کیا۔

جواب: آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں روز تمام قریش کو دعوت دی۔
(رحمۃ للعالمین ص44 ج1 تاریخ اسلام ص34 ج1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کیا مختون پیدا ہوئے۔

جواب: اس بارہ میں تین قول ہیں۔ نمبر1 مختون پیدا ہوئے۔ نمبر2 دادا عبدالمطلب نے کرائی۔ نمبر3 حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں ہوئی۔ مختون پیدا ہوئے یہ قول بہ روایت ابن عباسؓ راجع ہے۔
(طبقات ابن سعد ص64 ج1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے والد گرامی کی شادی کس عمر میں ہوئی اور وفات کب ہوئی اور کہاں ہوئی کہاں مدفون ہیں۔

جواب: سترہ برس کی عمر میں شادی ہوئی۔ تقریباً سات ماہ بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی اور یہیں مدفون ہیں۔
(نور الیقین ص6 تاریخ اسلام ص34 ج1 سیرت النبی ص108 ج1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کی والدہ مکرمہ کی وفات کب ہوئی کہاں ہوئی اور کہاں مدفون ہیں۔

جواب: رحمت دو عالم ﷺ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو حضرت آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ گئیں۔ واپسی پر جب مقام ابواء پر پہنچیں تو انتقال ہو گیا اور یہیں مدفون ہیں۔
(سیرت النبی ص112 ج1 تاریخ اسلام ص34 ج1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ نے اپنی والدہ مکرمہ کا کتنے دن دودھ پیا۔ مستقل کیوں نہ پلایا۔ کن عورتوں نے پلایا۔

جواب: حضرت آمنہ نے تقریباً تین یوم دودھ پلایا۔ عرب کی خصوصیات کو محفوظ رکھنے کے لئے (فصاحت، بلاغت وغیرہ) دیہات میں بدوؤں کے پاس عرب اپنے بچوں کو بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت ثویبہؓ حضرت حلیمہؓ سعدیہ۔
(سیرت النبی ص110 ج1 تاریخ اسلام ص34 ج1 سیرت الرسول ص5)

حمد باری تعالیٰ

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے

کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کھوٹا کھرا کون ہے

کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ وگدا، مسند آرائے بزم عطا کون ہے

اولیا تیرے محتاج اے رب کل تیرے بندے ہیں سب انبیا ورسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

میرا مالک مری سن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے صبا کون ہے

ہے خبر بھی وہی مبتدا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی ہے
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اس احد کے سوا دوسرا کون ہے

وہ حقائق ہوں اشیا کے یا خشک وتر فہم وادراک کی زد میں ہیں سب مگر
ماسوا ایک اس ذات بے رنگ کے فہم وادراک سے ماوریٰ کون ہے

انبیاء اولیا اہل بیت نبی تابعین وصحابہ پہ جب آبنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے

اہل فکر ونظر جانتے ہیں تجھے کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر اس کو تو فضل باری سمجھ ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

حضرت مولانا پیر نصیر الدین صاحب زیدہ مجدہ (گولڑہ شریف)

تاریخ تحفظ ختم نبوت
سیریز۔ 2

کاروانِ تحریکِ ختمِ نبوّت کے چند نقوش

مرتب و مدون: محمد طاہر رزاق

☆ وہ نقوش...... جو آج بھی عشق رسالتؐ کے آسمان پر ستارے بن کر جگمگا رہے ہیں۔
☆ وہ نقوش...... جو صحابہ کے عہد زریں سے گزرتے ہوئے، گنبد خضراء میں جا پہنچتے ہیں۔
☆ وہ نقوش...... جن کا سلسلہ...... جنگ یمامہ کے شہداء اور غازیوں سے جا ملتا ہے۔
☆ وہ نقوش...... جن سے مجاہدین ختم نبوت کی آنکھوں کو روشنی...... اور قلوب کو ایمان کی حدت ملتی ہے۔
☆ وہ نقوش...... جو ہماری ملی غیرت وحمیت اور حب رسول کا ایک عظیم اثاثہ ہیں۔
☆ وہ نقوش...... جن سے پاسبانانِ ختم نبوت کو منزل کا سراغ ملتا ہے۔

آؤ! ہم بھی ان نقوش پہ چلتے ہیں۔ کیونکہ یہ نقوش مسافر کو جنت الفردوس میں لے جاتے ہیں۔
انشاء اللہ۔ یہ کتاب آپ کے جذبوں اور ولولوں کی تعمیر میں ایک معمار ثابت ہوگی۔
پڑھیں...... اور اپنا ایمانی کردار ادا کریں

بہترین کاغذ، اعلیٰ پرنٹنگ، چہار رنگا خوب صورت ٹائٹل،
صفحات: 208 قیمت:-/80روپے، مجاہدین ختم نبوت کیلئے خصوصی رعایت

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

احتساب قادیانیت جلد سوم

مجموعہ رسائل مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

مراق مرزا	عمر مرزا	اختلافات مرزا	بشارت احمد ﷺ

نزول مسیح علیہ السلام	سلسلہ بہائیہ وفرقہ مرزائیہ	مرزائیت کی تردید بطرز جدید

عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا، مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی

مرزائیت میں یہودیت ونصرانیت	مرزا قادیانی نبی نہ (ایک مناظرہ)
حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں	حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ

مرزا قادیانی کی کہانی! مرزا اور مرزائیوں کی زبانی

مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان

مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں	معجزہ اور مسمریزم میں فرق
سنت اللہ کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ	انجیل برنباس اور حیات مسیح

حضرت عیسیٰ کا رفع اور آمد ثانی ابن تیمیہ کی زبانی، مرزا کی کذب بیانی

صفحات 544 طباعت وکاغذ عمدہ، کمپیوٹرائزڈ کتابت، رنگین ٹائیٹل، قیمت صرف =/100 روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان